The Eradication of the Taliqat

Rev. Mawlawi Dr. Imad ud-din Lahiz

Taqliatul Taliqat

تقلیعات التعلیقات

علامہ عماد الدین لاہز

1869

Rev. Mawlawi Dr.Imad ud-din Lahiz

1830–1900

پادری مولوی عماد الدین لاہز

ہر ایک زبان اقرار کرے کہ یسوع مسیح خداوند ہے!

(انجیل مقدس خط فلپیوں ۲ باب ۱۱ آیت)

Every tongue acknowledge that Jesus Christ is Lord!

(Philippians 2:11)

Taqliatul Taliqat

The Eradication of the Taliqat

A reply to Taliqat (Suspensions), a controversial work by Munshi Chiragud Din of Awadh called forth by the author's Tawrikh-i-Muhammadi.

تقلیعات التعلیقات

یہ مختصر جواب ہے منشی چراغ علی صاحب کی تعلیقات کا جو

پادری مولوی عماد الدین لاہز صاحب

نے فروری 1869 میں درمیان امرتسر کے لکھا اور اب فائدہ عام کے لئے

پنجاب رلیجیس بک سوسائٹی پنجاب کے واسطے چھاپی گئی ہے۔

تعلیقات التعلیقات

دیباچہ

واضح ہو کہ منشی چراغ علی صاحب نے ملک اودہ میں ذرا جوش خروش کے ساتھ اسلام کی حمایت کے لئے تواریخ محمدی کے برخلاف ایک رسالہ لکھاہے جس کا نام تعلیقات ہے۔ میں نے منشی صاحب کی بہت تعریف سُنی تھی اس لئے اُس رسالہ کو اِن ایام میں منگوا کر دیکھا تاکہ منشی صاحب کے خیالات سے کچھ فائدہ اوٹھاؤں مگر دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اُس میں کچھ بھی نہیں ہے صرف شور ہی تھا۔

منشی صاحب وہی چال چلے ہیں جو سب اہل اسلام اپنی تحریر و تقریر میں چلتے ہیں۔ ارادہ تھا کہ اُن کے فقرے فقرے پر کچھ مناسب باتیں لکھوں مگر اس کام کی نسبت زیادہ مفید کام میں مصروف ہوں پس مفصل جواب کی فرصت نہ پاکر یہ مختصر جواب لکھا جس کا نام تقلیعات التعلیقات ہے۔ تاکہ ناظرین کم استعداد منشی صاحب کی چکنی چپڑی باتوں سے دھوکا نہ کھائیں کیونکہ انھوں نے خوب ہی مغالطے دیئے ہیں اور اُس خبر کا مضمون کچھ کچھ پورا کیاہے کہ اگر ممکن ہوتا تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کرتے۔ پر دنیاوی حکمت کی کیا طاقت ہے کہ الہٰی حکمت کا مقابلہ کرے ناممکن ہے کہ دین عیسائی کے سامنے کوئی دنیاوی مذہب ٹھہر سکے کیونکہ خُدا آپ اس دین کا بانی اور حمایتی ہے۔

پہلی بات

منشی صاحب نے اپنے رسالہ کے شروع ہی میں چند اقوال مغربی مورخوں وغیرہ کے محمد صاحب کی نسبت نقل کئے ہیں جن کو وہ محمد صاحب کی صحتِ نبوت کی دلالت اور مخالفوں کی شہادت بتلاتے ہیں۔

میرے گمان میں یہ بات مہمل ہے کیونکہ قطع نظر اس کے کہ منشی صاحب نے اُن کی رائے کا صحیح ترجمہ کیاہے یا نہیں میں یوں کہتاہوں۔ کہ ان اقوال میں سے ایسی کوئی بھی رائے نہیں ہے جس سے محمد صاحب کی نبوت ثابت ہو۔ کسی مورخ نے نہیں کہا کہ وہ اپنے دعویٰ نبوت کو اپنی زندگی کے واقعات میں ضرور ثابت کرتے ہیں۔ پر یہ اور بات ہے کہ وہ نیکی کرنا چاہتے تھے یا عرب کی بت پرستی کے دفع میں ساعی تھے یا ایک بہادر اور اولوالعزم شخص تھے۔ اس میں کیا شک ہے کہ ان باتوں میں سے بعض رائے درست ہیں مگر بندہ کی رائے خاص اُن کی نبوت کی نسبت ہے اور اُن مورخوں کی رائے جن کا منشی صاحب نے ذکر کیاہے عام طور پر ہے خواہ باعتبار دنیا کے اور سپہ سالاروں کے یا اُن کے اخلاق کے پس اُن کی رائے اور معاملہ میں ہے اور میری رائے اور معاملہ میں ہے۔

اس کے سوا یہ بات ہے کہ میں ان مورخوں کا مقلد نہیں ہوں میں نے محمد صاحب کے حالات پر خود غور کی ہے اور کچھ میرے ذہن میں آیا اور محمدی کتابوں سے مجھے معلوم ہوا وہ سب راستی اور نیک نیتی کے ساتھ میں نے لکھ دیا ہے کہ محمد صاحب ہر گز خُدا کے نبی نہ تھے اور کچھ ہوا کریں مجھے کیا ہزار فضیلتیں دنیا کی اُن میں ہوں یا نہ ہوں میری بحث تو صرف نبوت کے معاملہ میں ہے۔

علاوہ ازیں ایک اور بات ہے کہ انگریزی مورخوں کی رائے بے تامل میں ہر گز قبول نہیں کر سکتا کیونکہ انہوں نے یا تو انگریزی تواریخیں پڑھ کر رائے لکھی ہے یا کسی کسی نے کچھ عربی زبان بھی پڑی ہے اور بعض کتب سیر بھی دیکھی ہیں اور کسی مولوی صاحب کی مدد سے کچھ انگریزی میں ترجمہ بھی کر دیا ہے۔ لیکن انہوں نے محمدی تعلیم کی تاثیرات اپنے اندر کبھی نہیں دیکھیں نہ محمدی مذہب کے دقائق سے کبھی واقف ہوئے کیونکہ وہ کبھی مسلمان نہ تھے میں نے تو ۳۵ برس تک اُن کی تعلیمات کے دقائق کی تاثیر کو اپنے میں اور اقارب میں اور بڑے بڑے محمدی معلموں میں محمد صاحب کا حلقہ بگوش غلام بن کر آزمایا اور جب میں ہلاکت کے قریب تھا خُدا کے فضل نے مجھے مسیح یسوع میں بچا لیا۔

اب خواہ ہزار مغربی مورخوں کے لکچروں یا کتابوں کے فقرے چُن چُن کر کوئی مجھے سنائے میں قبول نہیں کر سکتا کیونکہ میں اس معاملہ میں خود باتجربہ ہوں میں سچ کہتا ہوں کہ اُن کی رائے میں بہت غلطیاں ہیں۔

ناظرین کو سوچنا چاہئے کہ اب مسلمانوں کے پاس محمد صاحب کی نبوت پر اور کچھ تو باقی نہیں رہا مگر اہل لندن کے لکچروں کے دُم بریدہ فقرے اب وہ لا کر سناتے ہیں سابق زمانہ میں آیات قرآن پیش کیا کرتے تھے اب لکچروں کے درمیانی فقرے مثل لا تقربو الصلوۃ کے پیش کر کے محمد صاحب پر ایمان قائم کرانا چاہتے ہیں پہلے اُن لکچر والوں سے تو کہیں کہ محمد صاحب کو قبول کیوں نہیں کرتے دیکھو ہو کیا سُناتے ہیں اور ان اپنے فقروں کے کیا معنی بتلاتے ہیں۔

پر منشی صاحب نے اپنے فقرات پیش کردہ کے آخر میں یہ کیا خوب فقرہ نقل کیا ہے کہ (تو گٹیا و کارلیل اور اسپر نگر و اماری و نولدیک و میور صاحبان نے تمام جہان پر یہ بات اچھی طرح ثابت کی ہے کہ اسلام ایک زندگی بخشنے والی چیز ہزاروں سود مند جوہروں سے مشحون ہے اور یہ کہ محمد صاحب نے مروت کی سنہری کتاب میں اپنے لئے جگہ حاصل کی ہے)

یہ فقرہ منشی صاحب نے لندن کے کسی کوارٹرلی ریویو (Quarterly Reivew) کے آرٹیکل سے نکالا ہے۔ اب میں جناب منشی صاحب ہی کو منصف بنا کر پوچھتا ہوں کہ کیا یہ بات صحیح ہے اور آپ کی تمیز اسے قبول کرتی ہے کہ اسلام ایک زندگی بخش چیز ہے اہل اسلام میں کچھ زندگی آپ کو نظر آتی ہے ممالک اسلام میں کچھ زندگی ہے عرب ترک ایران کابل وغیرہ ممالکِ اسلام کا کیا حال ہے خود ہندوستان میں مشائخ و علماء محمدیہ کا کیا حال ہے اُن میں کچھ زندگی ہے اس کا جواب آپ ہی خُدا کو دیں صاحب اہل اسلام نے تو کبھی زندگی کا مُنہ بھی نہیں دیکھا ہاں اگر وہ زندگی کو چاہتے ہیں تو مسیح کے کفارہ کو اور مردوں میں جی اُٹھنے کو مانیں ایمان کے وسیلہ سے اُس کے ساتھ تقرب حاصل کریں کیونکہ جس کے ساتھ بیٹا ہے اُس کے ساتھ زندگی ہے جس کے ساتھ بیٹا نہیں اُس کے ساتھ زندگی نہیں ہے۔ آدمی کو اختیار ہے کہ جو چاہے مُنہ سے بول اُٹھے مگر ہر بات کا خُدا کو جواب دینا ہو گا۔

ہاں دنیا میں ایسا تو کوئی بھی مذہب نہیں ہے جس میں کچھ بھی اچھی باتیں نہ ہوں سب جھوٹے معلم اپنے بُری تعلیم پر عمدہ باتوں کا ملمع چڑھا کر سکھلایا کرتے ہیں ورنہ اُن کی بات مطلق قبول نہیں ہو سکتی ہے پر سچا دین وہ ہے جس میں سب کچھ سچ ہے۔ ہاں اسلام میں ایک جسمانی حرارت ضرور

موجود ہے اوراس لئے اُس کی نسبت کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ جاندار چیز ہے پر روحانی زندگی کواُس سے مطلب نہیں ہے اگر منشی صاحب اس فقرے کو لکھنے کے عوض اسلام ہزاروں سوز مند جوہروں میں سے ایک دو جوہری نکال کے دکھلاتے تو بہتر تھا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ لندن کے لکچروں اور تواریخ کے بعض دُم بریدہ فقروں سے نبوتِ محمدی ثابت نہیں ہوسکتی ہے کیونکہ وہ کچھ چیز نہیں ہیں اسلام کی ذاتی خوبی دکھلانا چاہے اور محمد صاحب کی خوش چلنی جس کا تواریخِ محمدی انکار کرتی ہے ظاہر کرنا چاہے پر یہ محال ہے اگر ہوسکتا تو اہل اسلام کبھی در گذر نہ کرتے۔ اس کے بعد منشی صاحب نے ۱۶ تعلیقین لکھی ہیں اوراپنے ساری دنیاوی حکمت کا زور لگا کر دین عیسائی پر حملہ کیا ہے میں نے اُنہیں بھی دیکھا مگر ایک تعلیق بھی لایق نہ پائی چنانچہ ذیل میں مختصراً دکھلاتا ہوں مگر پہلے تین باتیں سُنانا مناسب ہے۔

(۱) منشی صاحب نے اپنی ہر تعلیق کی عبارت میں اس قدر جملے معترضی بھری ہیں کہ اُن کی عبارت ایک جنجال ہوگئی۔ یہ دنیاوی دانائی اور انشاپر دازی کی خوبی ہے پر میں جملے معترضوں کا جواب بہت ہی کم دونگا صرف تعلیق کے منشاپر میری توجہ ہوگی۔

(۲) ناظرین کو چاہئے کہ اگر کتاب مل سکے تو اُن کی ہر تعلیق کو پہلے دیکھ لیں پھر تقلیع کی مختصر عبارت پر غور کریں۔

(۳) منشی صاحب مہربانی کرکے بندہ سے ناراض نہ ہوں کیونکہ میں ایذا دینے کی راہ سے نہیں مگر انصاف سے راستی کو ظاہر کرنے کے لئے یہ باتیں لکھتا ہوں اور میں خود منشی صاحب سے بہت خوش ہوں کہ اُنہوں نے تعلیقات لکھی جس سے عوام پر بھی ظاہر ہوگیا کہ محمدی عالموں کے پاس تواریخِ محمدی کے جواب میں یہی کچھ تھا جو تعلیقات میں بیان ہوا اس کا شکریہ سلام کی ساتھ میری طرف سے پہنچیں۔

پہلی تعلیق

اس تعلیق کا نام منشی صاحب نے عمادالدین کی تلبیس رکھا ہے یعنی عمادالدین کی مکاری یا عمادالدین کا شیطان پن۔ یہاں سے ظاہر ہے تعلیقات کی تصنیف کے وقت منشی صاحب کے دل میں غصہ ہے اور غصہ والے دل میں سے جو باتیں نکلتی ہیں اکثر نا راست ہوتی ہیں کیونکہ محقق اور حقیقت کے درمیان یہ غصہ مثل پردہ کے حائل ہوجایا کرتا ہے۔

تعلیق اول کا خلاصہ یہ ہے

کہ احادیث کے اقسام اور محدثوں کے بیان عمادالدین نے محض فریب اور تلبیس کے طور پر کیئے ہیں کیونکہ اُس نے اصول علم حدیث کے ضابطہ موافق احادیث کے راویوں پر بحث نہیں کی۔

توضیح

منشی صاحب نے احادیث اور محدوثوں کا ذکر تواریخ کے اول میں پڑھا تو اُنہیں یہ توقع ہوئی کہ تواریخ کا لکھنے والا مسلمان مجتہدون کی مانند ہر حدیث کو اصول حدیث مقررہ اہل اسلام کے مانند اُس کا درجہ دکھلا کے لکھے گا یعنی اُسے پُرانے دستور کے موافق وہی علماء محمدیہ والی چال چلے گا۔

تقلیع

میں حیران ہوں کہ منشی صاحب کوایسی توقع کہاں سے پیدا ہوئی جس کے برنہ آنے کے سبب حدیثوں کے اقسام سُنا کر عمادالدین مکار بن گیا۔ دیکھو تواریخ کے اول میں ایک دیباچہ ہے جس میں تین سبب تالیف اور ماخذ تالیف کا ذکر ہے اور طورِاخذ کا بھی مفصل بیان ہے۔اب وہ کون آدمی ہے جو یہ دیباچہ پڑھ کے یہ توقع پیدا کرے گا جو منشی صاحب کو پیدا ہوئی۔دوسری بات یہ ہے کہ جب حدیثوں کا بیان شروع ہوا تو اُسکے اول میں قریب دو صفحہ تک جو لکھا ہے وہ یہ ہے کہ احادیث کا سلسلہ جس کو مسلمان سند کہتے ہیں وہ خود سند کا محتاج ہے پس اُس میں بحث کرنا وقت کو خراب کرنا ہے۔اب یہ عبارت اُس کی توقع پیدا نہیں کرتی ہے یا مطلق دفع کرتی ہے پس تواریخ سے تو یہ توقع پیدا نہیں ہوتی ہے پر اپنے ذہن سے منشی صاحب یہ توقع نکال کے بے مناسب الزام دیتے ہیں۔تیسری بات سرورق پر لکھا ہے کہ یہ تلخیص الاحادیث کا پہلا حصہ ہے دیباچہ میں لکھا ہے کہ یہ کتاب خلاصہ ہے روضتہ الاحباب کا جو اہل اسلام میں مسلم کتاب ہے یہاں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ احادیث اور محدثین کا ذکر شاید دوسرے حصہ میں کار آمد ہوگا کیونکہ وہاں تعلیم کا ذکر آتا ہے اور چونکہ تعلیم ناقص ہے اس لئے ضرور ہے کہ حدیث کا درجہ بھی ساتھ ہی دکھلایا جائے اور پہلے حصہ میں احادیث و محدثین کا ذکر کرکے اتنا کہنا بس تھا کہ محمدی تواریخ اہل اسلام نے ان سب قسم کی روایتوں سے تالیف کی ہے۔

منشی صاحب تواریخ محمدی کے لئے اسے استخراج کی توقع کیوں کرتے ہیں یہ توقع تو اب دنیا میں سے اُوٹھ گئی ہے نہ کوئی اہل اسلام ایسا کرسکتا ہے نہ غیر ٹھیک تواریخِ محمدی وہی ہے جو محمدی علماء مشاہیر لکھ کے ہاتھ میں دے گئے ہیں جس کا خلاصہ بندہ نے نکالا ہے۔

۲۔ تعلیق

مولف نے جس ژرف نگاہی سے علم حدیث پر نظر ڈالنا مناسب سمجھا تھا تو کیا اُس کی مناسب کی رعایت کی ہے۔یعنی نہیں کی۔

۲۔ تقلیع

اس تعلیق میں جو کچھ منشی صاحب نے لکھا ہے بے فائدہ ہے کیونکہ یہی مطلب اُن کی تعلیق اول کا بھی تھا ہاں لفظ جُدا بولے ہیں اور کچھ باتیں اور بھی لکھی ہیں جو تعلیق سے علاقہ نہیں رکھتیں سب باتوں کا مختصر جواب یہ ہے کہ تواریخِ محمد صفحہ ۶ سطر ۱۱ سے ۱۵ تک دیکھیں کہ لکھنے کا طرز کیا اختیار کیا گیا ہے اور اسی طرز کی کیا ضرورت بتلائی گئی ہے پس جس مطلب سے وہ طرز اختیار کیا گیا ہے وہ پورا کرنا ضرور ہے منشی صاحب کو یہ کہنا جائز نہیں ہے کہ مخالف اس طرح سے کیوں اعتراض کرتا ہے اور اس طرح سے کیوں نہیں کرتا مخالف کو اختیار ہے جس طرح سے چاہئے اعتراض کرے اور مجیب کو بھی مناسب ہے کہ اعتراض کے موافق جواب دے جن باتوں کو منشی صاحب بدگمانیاں اور جھوٹے اعتراض اور باطل شبہات بتلاتے ہیں اُن میں سے ایک بات کا بھی جواب اُنہوں نے نہیں دیا اُن باتوں کا بطلان ثابت کرنا مناسب تھا بے دلیل اُنھیں باطل بتلانا جائز نہ تھا تعجب کی بات ہے کہ منشی صاحب اُنہیں بے دلیل باطل بتلاتے ہیں حالانکہ جن باتوں کو وہ باطل شبہات کہتے ہیں ان کے ساتھ دلائل بھی مذکور ہیں پر جواب میں صرف دعویٰ ہی دعویٰ ہے بے دلیل۔

یہ کیسی بات ہے کہ اعتراض بادلیل کے مقابلہ میں جواب بے دلیل سُنا کر منشی صاحب عمادالدین کی بے ضابطہ گی اور بے راہ روی ثابت کرتے ہیں۔ہاں خوب یاد آیا کہ منشی صاحب نے دو دلیلیں بھی یہاں پر سنائی ہیں پہلی دلیل اُن کی یہ ہے کہ عیسائی مولف بے علم اور بے وقوف ہوتے ہیں اور دوسری دلیل یہ ہے کہ عیسائی زبان دراز لوگ ہوتے ہیں۔

مگر یہ اُن کی دونوں دلیلیں عمادالدین کی بے راہ روی ثابت نہیں کرسکتیں جب تک کہ مطاعن کے پورے جواب منشی صاحب نہ سُنادیں۔

بھلا صاحب ہم نے فرض کیا کہ عیسائی لوگ نادان کم عقل بے علم اور حرص وہوس میں مبتلا ہیں اور اس لئے محمد صاحب پر قرآن حدیث سے نکال کے بیجا اعتراض کیا کرتے ہیں اور آپ کی اصل اصیل اور ماخذ جلیل فن ورایت کے اصول و قواعد کے موافق استدلال نہیں کرتے اور اُن کی تصنیفات کا منشا بقول آپ کی عدم اطلاع اور قلت معلومات ہے اور اسی طرح سے تواریخِ محمدی بھی ایک نادان آدمی نے لکھ ماری۔

توکیا اس کا جواب یہی ہے کہ آپ ہمیں موٹی موٹی عربی کے الفاظ ہی بول کر سُنادیں اور ہزار اعتراضوں میں سے ایک کا بھی جواب نہ دیں۔

اگر ہم لوگ قواعد وضوابطہ اسلامیہ کے پابند ہو کے اعتراض نہیں کرتے توآپ ہی ہمیں اپنے قواعد کے موافق استدلال کر کے جواب دے دیا کریں۔ میں نے تواریخِ محمدی میں جابجا اپنے گمان میں مناسب اعتراض بھی بہت سے کیئے ہیں اس امید سے کہ انکا کچھ جواب آپ لوگوں سے سُنوں مگر جواب میں میں نے صرف یہ لفظ آپ سے سُنے ۔ ژرف نگاہی ۔ضوابطہ و قواعد ، مستندات مطاعن ، تشنیعات ، باطل شہادت ،اصل اصیل ماخذ جلیل وغیرہ۔ ایسی باتوں کو ہم لوگ عربی خوانوں کی دھمکیاں جانتے ہیں۔ اور جس علم حدیث کو منشی صاحب فن عظیم الشان بتلاتے ہیں ہم اُسے بڑھوں کی کہانیاں جانتے ہیں اور اُس کا چنداں اعتبار بھی نہیں کرتے بار بار منشی صاحب نے ہماری کتابوں میں پڑھا ہو گا کہ **حدیث کچھ نہیں ہے اُسنے ہزاروں روحوں کو برباد کیا ہے صرف خُدا کا کلام انسان کے لئے بس ہے اور وہ حدیث کا محتاج نہیں ہے جیسے قرآن حدیث کا محتاج ہے۔**

اسی حدیث کی پابندی سے یہودی گمراہ ہوئے اور اسی سے رومن کیتھولک لوگ بُت پرستی گمراہ میں پھنس گئے اگر منشی صاحب اس فن کو عظیم الشان اور ایک عمدہ چیز جانتے ہیں اور اس میں بہتر کا دعویٰ رکھتے ہیں تو پہلے چاہئے کہ تمام کتب احادیث میں سے انتخاب کر کے ایک صحیح حدیثوں کی کتاب اپنے ضوابط اور قواعد کے موافق تیار کریں اور تمام زمین کے علما اسلام سے اُس کی تصدیق کروایں اور پھر اشتہار دیں کہ اگلے اہل اسلام کتب سابقہ کی پابندی کر کے غلطی میں مرگئے اب ہم تیرہویں صدی میں کامل محقق اور اسلام کی مرمت کرنے والے پیدا ہوئے ہیں چاہئے کہ قرآن اور ہماری یہ نئ کتاب اسلام اور بانی اسلام کے بارے میں معتبر سمجھی جائے اور سب کتب سابقہ میں رطب ویابس بھرے ہیں۔

یہ کیسی شرم کی بات ہے کہ منشی صاحب اپنا بوجھ مخالف پر ڈالتے ہیں اُس کی اس تعلیق کا حال یہی ہے کہ خبردار کوئی آدمی اسلام پر اعتراض نہ کرے اگر کرے توعلم حدیث کا عالم وفاضل ہو کے اُن کے قواعد وضوابط کی موافق کرے ورنہ اُسے جواب نہ ملے گا یا جاہل وزبان دراز کہا جائے گا اور عربی کے موٹے موٹے لفظ اُسے سُنائے جائینگے۔

۳۔ تعلیق

مولف کو خاص اپنے اعتراض والی حدیثوں کے اسناد پر بالا نفراد نظر چاہی تھی نہ کہ روضتہ الاحباب اور مدارج النبوت میں لکھا ہے۔

۳۔ تقلیع

یہ وہی بات ہے کہ میرا واجب تجھے ادا کرنا چاہئے تھا صاحب اگرچہ مولف نے اعتراض والی حدیثوں کی اسناد پر بالا نفراد نظر کرکے اعتراض نہیں کیا بلکہ اُن کو آپ کی معتبر حدیثیں جانکر اعتراض کردیا اور یہ اُس کی غلطی ہوئی تو آپ اُنکی اسناد پر بالا نفراد نظر کرکے اعتراضات کو دفع کرتے جس سے مولف کی غلطی ثابت ہوتی اُس نے تو آپ کو جواب کا اچھا موقع دیا تھا مگر آپ کچھ نہیں کرسکتے کیونکہ وہ حدیثیں ضرور ثابت ہیں۔

میں نے تو پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اہل اسلام کے اسناد کا طریقہ ہی ناکارہ ہے دیکھو (تواریخ محمدی صفحہ ۹ سطر ۳ سے ۸) پر اُس ناکارہ قاعدہ کا استعمال ہی آپ مجھ سے طلب کرتے ہیں میرا اتنا بتلانا بس ہے کہ اہل اسلام کے علما اپنے محمد صاحب کا احوال یوں سناتے ہیں اور اُس پر ہم یوں اعتراض کرتے ہیں۔ یہ ہمارا کام ہر گز نہیں ہے کہ ہم ان احادیث کے اسناد پر بالا نظراد نظر کریں علما اسلام جو آپ کے فن روایت کو خوب جانتے ہیں اور اسلام میں بڑی احتیاط کے لوگ گنے جاتے ہیں جب اُنہوں نے بعد تنقیح ان روایات کو اپنی کتابوں میں درج کرلیا ہے تب اُن کی کتابوں میں دکھلانا ہماری طرف سے کافی ہے تعجب کی بات ہے کہ منشی صاحب کے نزدیک روضتہ الاحباب اور مدارج النبوت کچھ معتبر چیز نہیں ہیں اور مولوی رحمت اللہ صاحب جو حقیقت میں اس وقت اہل اسلام کے ایک مستعد اد اور معتبر عالم ہیں ان کتابوں کو معتبر بتلاکے ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں۔

اور روضتہ الاحباب کا مولف اپنی تالیف کا ماخذ یوں بتلاتا ہے کہ (از کتب تقاسیر وسیر وحدیث وموالید وتواریخ انچہ ثبوت پیوستہ از سیرت حضرت ومقدمات وممتمات وماتیعلق بہاواز احوال مشاہیر اہل البیت وصحابہ وتابعین وتبع تابعین وایئہ حدیث الخ۔

پھر شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے نہایت احتیاط کے ساتھ اپنے گمان میں صحیح استخراج کرکے اُسے روضتہ الاحباب وغیرہ سے اپنے مدارج النبوت لکھی ہے۔ اور یہ دونوں مولف ایسے معتبر محمدی عالم ہیں کہ منشی صاحب اور دیگر علما محمدیہ جو اس وقت ہندوستان میں ہر گز اُن کی ہم پایہ نہیں ہیں پھر منشی صاحب کیونکر ان کتابوں کو حقیر بتلاتے ہیں۔

ہم یہ کہتے کہ تواریخ محمدی کے لکھنے میں جس استخراج کی اُمید منشی صاحب ہم سے رکھتے تھے اُن کی امید کا منشا ان مولفوں نے پورا کرکے اپنی کتابیں لکھی ہیں اور اس لئے میں نے اُن کی کتابوں کو اپنا ماخذ بنایا ہے۔ یہ کیا بات ہے اپنے بزرگ عالموں کے استخراج کو حقیر جانتے ہیں اور خود استخراج کی طاقت نہیں رکھتے اور عیسائیوں کو تکلیف دیتے ہیں کہ وہ اُن کے لئے استخراج جدید سے دین محمدی کو ثابت کریں۔

میں نے تواریخ لکھتے وقت اگرچہ کئی کتابوں پر نظر رکھی ہے خصوصاً اُس عربی کتاب پر بھی جو شفا اور اُس کے شروع معتبرہ سے ہشامی وشامی اور حلبی وغیرہ سے صحت کے ساتھ انتخاب کرکے ایک مشہور عالم احمد وحلان نے ۱۲۷۸ ہجری میں درمیان مدینہ شہر کے لکھی ہے جس کا نام سیرت النبی ہے اور ۱۲۸۵ ہجری میں درمیان دو جلد کے شہر مصر میں چھاپی گئی ہے تو بھی میں نے اُس کا حوالہ اس لئے نہیں دیا کہ عام لوگوں کو وہ کتاب ہر کہیں ہاتھ نہیں آسکتی ہے پر یہ فارسی کتابیں معتبر محمدی بزرگوں کی ہر کہیں مل سکتی ہیں اور یہ دونوں کتابیں عطر ہیں تمام سیر کی کتابوں کا۔

کیا منشی صاحب شاہ عبدالحق محدث دہلوی سے بھی بڑے محقق ہیں کیا اُن کی نسبت زیادہ احتیاط کے شخص ہیں یا علم حدیث و سیر میں اُس سے زیادہ واقف ہیں پھر کیا اُس سے زیادہ اسلام کے حمایتی ہیں اس کا انصاف ناظرین کی تمیز کر سکتی ہے پس جبکہ اسلام کے معتبر حمایتی نے جو خود محدث ہے اور جس کی خوشہ چینی سب علماء ہند کرتے ہیں روضتہ الاحباب کو معتبر ماخذ جان کے اپنے مدراج اُس سے لکھی ہے تو ہمارے لئے بحث کے مقام پر اور کوئی بھی کتاب ایسی معتبر نہیں ہو سکتی جیسی روضتہ الاحباب ہے۔

منشی صاحب اتنی درد سری ناحق کرتے ہیں جبکہ صرف قرآن سے جو اسلام میں سب فرقوں کی متفق علیہ کتاب ہے یہ بات خوب ثابت ہو چکی ہے کہ محمد صاحب خُدا کی طرف سے رسول نہ تھے اور کہ اُن کا چلن قرآن سے ہر گز اچھا ثابت نہ ہوا اور اُن کی تعلیم میں نقصان پایا گیا چنانچہ ہدایت المسلمین کی آخری فصلوں میں بیان ہو چکا ہے جس کا جواب منشی صاحب نے اب تک نہیں دیا تو پھر ہمیں حدیثوں میں جو پیچھے قلمبند ہوئی ہیں اتنی بڑی تحقیقات کی کیا ضرورت ہے جو کچھ اُن کے بزرگوں کی کتابوں میں دیکھتے ہیں وہی ہم بھی نیک نیتی سے دکھلاتے ہیں جناب منشی صاحب اپنا ہی پیسہ کھوٹا تو پر کھنے والے کا کیا دوش۔

باقی اسپر نگر صاحب کا قول جو آپ نے نقل کیا ہے اگر آپ کو پسند ہے تو مانیں میں تو اُسے نادرست جانتا ہوں کیونکہ خلاف عقل بھی ہے شاید منشی صاحب نے درست ترجمہ نہ کیا ہوگا۔

کیا کوئی منصف حاکم کسی مقدمہ میں متعدد گواہوں کی گواہی کو رد کر کے صرف اپنے خیال پر یا ایک کی گواہی پر جو سب کے خلاف ہے فتویٰ دے سکتا ہے ہر گز نہیں۔

لطف یہ ہے کہ منشی صاحب اپنے اصول حدیث پر بہت زور دیتے ہیں اور پھر اسپر نگر صاحب کا قول جو اصول حدیث کی خلاف ہے پیش کر کے اُس کی تعمیل بھی کروانا چاہتے ہیں۔ طرق متعددہ سے جو حدیث آتی ہے اصول اُسے معتبر حدیثوں میں شمار کرتا ہے اسپر نگر صاحب کا قول اُس کے خلاف ہے۔

منشی صاحب کی اس تعلیق سوم کا منشا یہ ہے کہ جو جو مقام مورد اعتراض تھے اُن کی اسناد پر مولف کو بالا نفراد نظر چاہئے تھی اور جو مقام مورد اعتراض نہ تھے اُنہیں یوں ہی نقل کرتا چلا جاتا تو مضائقہ نہ تھا یعنی میری بھلائیوں کو بے تامل قبول کرلے اور میری برائیوں پر کسی طرح تاویلات کا پردہ ڈالے پر یہ منصف آدمی سے کب ہو سکتا ہے یہ اعتراض منشی صاحب کا اُنہیں کے بزرگوں پر عاید ہے نہ اُس پر جو اُن کے اقوال نقل کرتا ہے۔

۴۔ تعلیق

اس تعلیق میں وہی بات ہے جو اوپر کی تعلیق میں منشی صاحب نے بیان کی ہے کتاب بڑھانے کو وہی بات پھر دوسری عبارت میں لکھدی ہے۔

۴۔ تقلیع

اس تعلیق کا جواب بھی وہی ہے جو اوپر بیان ہوا ہاں ایک بات اس میں نئی ہے کہ روضتہ الاحباب کو منشی صاحب نے ایک قصہ کی کتاب بتلایا ہے۔ میں بھی ایسی ہی سمجھتا ہوں کہ سب محمدی کتابیں قصہ ہیں پر تعلیقات قصہ نہیں ہے وہ قصہ پر جھگڑا ہے پر جھگڑے کا فیصلہ میں یوں کرتا ہوں کہ محمدی عالموں نے محمد صاحب کے بہت سے قصے سنائے حلبی ہشامی واقدی وغیرہ بھی لیکن اُن سب قصوں میں سے انتخاب کیا ہوا ایک قصہ روضتہ الاحباب

بھی ہے اور اُس قصہ میں یوں یوں لکھا ہے اور اُس پر ہمارے یہ اعتراض ہیں اُن کا جواب کوئی مسلمان دیئے منشی صاحب یوں جواب دیتے ہیں کہ ۔ روضتہ الاحباب غیر معتبر قصہ ہے ہم کہتے ہیں کہ جو باتیں روضتہ الاحباب میں لکھی ہیں وہی باتیں ادنیٰ فرق کے ساتھ سب کتب سیر میں لکھی ہیں اگر روضتہ الاحباب کی باتیں غیر معتبر ہیں تو کل کتابیں علم سیر کی بھی غیر معتبر ہیں کیونکہ سب کا بیان یکساں ہے۔

پہلے تو منشی صاحب اُس قصہ کو مانے بیٹھے تھے جب اُس پر اعتراض سنے تو معترض سے جھگڑا کرنے کو اُٹھے اور جھگڑا یوں کرتے ہیں کہ ہمارے بزرگ جھوٹ سچ سب کچھ لکھتے آئے ہیں تم سُننے والوں کو چاہئے کہ جہاں تک اعتراض وارد نہ ہو مان لیا کرو اور جہاں اعتراض کی جگہ آئے اُس کی صحت میں فکر کرو اور تحقیق یوں کرو کہ خود محدث بنو اور محمد صاحب کی نسبت نیک گمان کرکے تاویلات کرو کیونکہ وہ فرضاً بھلے ہیں۔

منشی صاحب کی تحریر سے ایک اچھا خیال میرے ذہن میں آیا کہ اگر خُدا فرصت بخشے تو صرف قرآن سے ایک تواریخ محمدی نکالنا چاہئے پر وہ بھی تواریخ محمدی کے نسبت اہل اسلام کے لئے زیادہ مضر ہو گی اور وہاں بھی منشی صاحب ایک جھگڑا کر سکتے ہیں کہ اس آیت کی اس تفسیر کو نہ مانو اُس تفسیر کو مانو۔

۵۔ تعلیق

مولف نے ارباب سیر کا ذکر نہیں کیا محدثین کا ذکر کیا ہے جو فقہ کے طور پر احادیث کی ترتیب کرنے والے ہیں۔

۵۔ تقلیع

محدثین کا ذکر جو دیباچہ میں ہے وہ دوسرے حصے کی رعایت سے لکھا گیا ہے جو فقہ یا تعلیم محمدی ہے اور وہ تصنیف تو ہو چکا ہے پر اب تک چھپا نہیں اُمید ہے کہ اب چھپے گا اور ارباب سیر کی فہرست اس لئے نہیں لکھی گی کہ تواریخ محمدی کوئی نئی کتاب نہیں ہے وہ انتخاب اور خلاصہ ہے خاص ایک معتبر محمدی کتاب کا پس یہ تعلیق بھی منشی صاحب کی ناجائز ہے۔

٦۔ تعلیق

حدیثوں کا مرتبہ نہیں دکھلایا کہ کونسی معتبر اور کونسی کم معتبر ہیں اور اپنی کتاب کے مضامین ہر قسم کے ساتھ منسوب کرکے نہیں بتلائی۔

٦۔ تقلیع

حدیثوں کے مراتب اعتبار اُن کی تعریفات سے جو مذکور ہیں خود ظاہر ہیں فضول عبارت بڑھانے سے کیا فائدہ تھا اور جس مطلب سے احادیث کا ذکر آیا ہے جہاں وہ مطلب آئیگا یعنی حصہ دوم میں تو وہاں تعلیمات کو کسی نہ کسی حدیث کی طرف آپ منسوب ہی پائینگے کیونکہ تعلیم محمدی کی بحث اس بات کی محتاج ہے اہل اسلام کے لئے پر تواریخ محمدی کے مضمون اس انتساب کے محتاج نہ تھے کیونکہ وہ خلاصہ اور انتخاب ہے ایک اہل اسلام کی عمدہ کتاب کا۔

۷۔ تعلیق

محمد صاحب کااحوال دریافت کرنے کے لئے صرف دوماخذ ہیں یعنی قرآن اور حدیث۔

۷۔ تقلیع

انہیں دوماخذوں سے تواریخِ محمدی لکھی گئی ہے پر میں نے آپ جرات کرکے ان ماخذوں میں ہاتھ بھی نہیں ڈالااس خیال سے کہ محمدی لوگ یوں نہ کہیں کہ تونے عناد کے طور پر اخذ کیاہے پر میں نے احتیاط کی راہ سے اہل اسلام کے بزرگوں کے اخذ سے انتخاب کیااور یہ دیکھلایا کہ محمد صاحب کے حالات کی جو دو معتبر ماخذ ہیں یعنی قرآن اور حدیث اُن سے خود محمدی بزرگوں نے یہ اخذ کیاہے اور خود محمدیوں نے ہمیں یہ اخذ دیاہے اس پر ہمارے یہ اعتراض ہیں جن کے جواب سے وہ لاچار ہیں۔

کوئی تیسرا ماخذ میں نے نہیں بنایا مگر خود منشی صاحب نے اپنے تعلیقات میں ایک تیسرا ماخذ بھی دکھلایاہے یعنی انگریزوں کے قول جو نہ حدیث ہیں نہ قرآن۔

۸۔ تعلیق

جناب سیر میور صاحب لکھتے ہیں کہ محدثین اپنے کام میں دیانتدار تھے لیکن عمادالدین اُنہیں بے دیانت بتلاتاہے اور اُن کی بات کااعتبار نہیں کرتا۔

۸۔ تقلیع

صاحب میں اُنہیں اُن کے کام میں ہر گز بے دیانت نہیں کہتااور چور یا جعلساز بھی ہر گز نہیں بتلاتا۔

مگر یہ کہتاہوں کہ یہ فن ہی ناکارہ شئے ہے جن قواعد اصولیہ اپنے سے اُنہوں نے بڑی محنت اور دیانت کے ساتھ تحقیق کی ہے۔ وہ قواعد ہی ایسے نہیں ہیں کہ آدمی کو غلطی سے بچائیں دیکھو تواریخِ محمدی ۹صفحہ سطر ۳سے ۸۔

۹۔ تعلیق

(۱)متواتر اور معتبر اخبارات ہی سے تواریخیں جہاں کی لکھی گئی ہیں۔

(۲)اخبار احاد بھی کچھ مفید ہیں۔

(۳)تعدد طریق احادیث بھی اسناد کی بناوٹ کو باطل کرتاہے۔

(۴)ایساشبہٗ جُزواحد پر ہو سکتاہے نہ سب قسم کی حدیثوں پر۔

۹۔ تقلیع

بیشک متواتر و معتبر بلکہ ہر قسم کے اخبارات سے تواریخیں دُنیا میں لکھی جاتی ہیں اور بادشاہوں کے حالات اسی طرح سے قلم بند ہوتے ہیں اور یہ بھی سچ ہے کہ اخبارات احاد بھی کسی قدر مفید ہیں۔ مگر یہ سب علم جو اس طریقہ سے حاصل ہوتا ہے اس کے یقین کا ایک اور ہی عام درجہ ہے جس میں احتمال صدق وکذب قائم رہتا ہے اسناد میں یا واردات کے وقوع میں یا نہج وقوع میں امکان غلطی کے سبب سے اور اسی سبب سے منشی صاحب علمِ سیر میں خود رطب ویابس کے قائل ہیں پس اسی طرح سب بادشاہوں کے تواریخیں بھی جو اُن کا علم سیر ہے رطب یابس سے بچا ہوا نہیں ہے۔

پر وہ علم اور وہ اخبارات یا وہ علم سیر جس پر انسان کی رُوح کی زندگی کا مدار ہے یعنی دینیات کے واقعات اس دنیاوی تواریخات کے مرتبہ کی معلومات نہیں ہوتی ہیں تواریخات کے یقینیات کی نسبت یہ یقینات دینیہ زیادہ تر ثبوت کے محتاج ہیں کیونکہ رُوح کی آبادی یا بربادی کے موقوف علیہ ہیں۔

یہاں معتبر گواہوں کے دید اور شنید بلاواسطے اور اُن کی اپنی تحریر اور زبردست تحریر درکار ہے نہ عام تواریخوں کے موافق۔ دیکھو منشی صاحب محمدی دین کے علوم یا حالات کو دنیا کے دیگر علوم تواریخیہ کے مانند بتلاتے ہیں میں اسے مانتا ہوں کیونکہ ایسا ہی ہے لیکن دین عیسائی کے علوم علم تواریخ کے عام درجہ سے زیادہ تر ممتاز یقینات ہیں اور انہیں کی نسبت محمدی دین کے واقعات کے یقینات کو ہم کمتر بتلاتے ہیں۔

عیسائی دین کے یقینات معتبر گواہوں کی دید اور شنید اور اُن کی اپنے تحریرات سے جو نہایت زبردست تحریر ہے یہ علوم مسیحیہ اس اعلیٰ درجہ کو پہنچے ہوئے ہیں کہ کامل یقین رُوح میں پیدا کر کے احتمال کذب کا مطلق دفع کرتے ہیں اور صدق کا نہ صرف احتمال دکھلاتے ہیں مگر عین الیقین بخشتے ہیں۔

پھر منشی صاحب کہتے ہیں کہ تعدد طرق بھی اسناد کی بناوٹ کو باطل کرتا ہے یہ سچ بات ہے مگر میں نے نہیں کہا کہ اسناد کا طریقہ مطلق باطل ہے پر اہل حدیث کے اسناد کے طریقہ پر میرا اعتراض ہے میں جانتا ہوں کہ وہ شُنید ہے بالاواسطہ اور احتمال صدق وکذب کا جاتا نہیں رہتا ہے۔

اور تعدد طرق اگرچہ سند میں کچھ جان ڈالتا ہے تو بھی نفس حدیث یا متن حدیث کو سقم کو دور نہیں کر سکتا اور وہ حدیثیں جو تعدد طرق سے ثابت ہیں نہایت کم ہیں اور یہ کچھ بات بھی نہیں ہے۔

پھر منشی صاحب فرماتے ہیں کہ بناوٹ کا شُبہ جُز واحد پر ہو سکتا ہے نہ ہر قسم کی حدیث پر ۔

جواب یہ ہے کہ ہر قسم کی حدیث حدیث ہے اور ہر حدیث اگر زیادہ سے زیادہ فائدہ بخشتے تو وہی درجہ دکھلادیگی جو علمِ تواریخ کا درجہ ہے اور علمِ تواریخ کے درجہ پر تو ہم احادیث محمدیہ کو مان سکتے ہیں اور اسی واسطے ہمیں یقین بھی کچھ ہے کہ محمد صاحب کی تواریخ یہی ہے جو بندہ نے لکھ دی ہے۔

پر فضیلت میں مبالغی اور معجزات کا بیان اگرچہ محدثین کرتے ہیں پر وہ دوسری قسم کے دلائل سے رد کئے جاتے ہیں نہ صرف حدیث ہونے کے سبب سے اگرچہ ایک سبب یہ بھی ہے۔

۱۰۔ تعلیق

محمد صاحب کے معجزے تین قسم کے ہیں قرآنی جو قرآن سے ثابت ہیں تواتری جو احادیث متواترہ سے ثابت ہیں احآدی جو روایات احاد سے ثابت ہیں ہر عقلمند اس بات کو مانے گا۔

پر معجزات کے رد میں عماد الدین نے جو ۶ دلیلیں سُنائی ہیں اُنہیں میں سے (۳، ۴، ۵) دلیل اخبار احاد پر واقع ہے نہ دوسری قسم کی احادیث پر۔

اور (۱، ۲، ۶) دلیل تواریخی واقعات پر ناکارہ ہے وہ اعتقادی باتیں ہیں کہ ہر مخالف اپنے مخالف کے حق میں کہہ سکتا ہے۔

۱۰۔ تقلیع

اس تعلیق کا سارا بیان ناکارہ ہے یہاں سے خوب ثابت ہو گیا یا کہ اُن چھ دلیلوں کے جواب اہل اسلام کے پاس کچھ نہیں ہیں ناظرین پہلے خود اُن جملہ دلیلوں کو تواریخِ محمدی میں غور سے دیکھ لیں اُس کے بعد منشی صاحب کا بیان اس تعلیق میں سُنیں۔

(۳، ۴، ۵) دلیل کا منشی صاحب نے یہ جواب دیا کہ یہ دلیلیں ہمارے اخبار احاد پر واقع ہیں یہ کیا عمدہ جواب ہے منشی صاحب بہت ہی جلدی ان دلیلوں کے جواب کی بوجھ سے سبکبار ہو گئے۔

کیا حقیقت میں یہ اخبار احاد پر واقع ہیں ناظرین آپ ہی انصاف کر سکتے ہیں شاید منشی صاحب نے غور نہیں کی یا غصہ کے سبب اُن دلیلوں کا مطلب ذہن میں نہ آیا۔

(۱، ۲، ۶) دلیل کو منشی صاحب نے امر اعتقادی بتلادیا اور یوں ان کی بوجھ کے نیچے سے نکلے۔ منشی صاحب کو امر اعتقادی اور امر عقلی میں فرق کرنا چاہئے تھا پس اب میں کہتا ہوں کہ جناب منشی صاحب یہ دلیلیں امور عقلیہ میں سے ہیں نہ صرف اعتقادیات ہیں ہاں منشی صاحب نے وہاں لفظ قرآن یا کلام اللہ کا لکھا پایا تو فوراً یہ خیال کیا کہ یہ امر اعتقادی ہیں مگر دلیل کے حاصل پر نہیں سوچا کہ وہ عقلی حاصل ہے مقدمات دلائل کو امور اعتقادی جان لیانہ امور عقلی پس یہ سمجھ کا پھیر ہے کیونکہ اگر کلام یا قرآن کو حوالہ وہاں سے نکال دیا جائے اور وہی بات اُنہیں دوسری عبارت میں کہی جائے تب منشی صاحب جانیں گے کہ یہ عقلی دلیلیں ہیں۔

پھر کہا کہ ہر کوئی اپنے مخالف کو یہ دلیلیں سُنا سکتا ہے میں کہتا ہوں کہ بھلا آپ ہی ان دلیلوں کو ہماری مخالفت میں پیش تو کریں دیکھو ہم کیا جواب دیتے ہیں صاحب یہ تو آپ ہی کی جان کھانے والے ہیں۔ ایک اور بڑے مزہ کی بات ہے جو منشی صاحب نے اس تعلیق میں بیان کی ہے کہ محمد صاحب کے معجزے تین قسم کے ہیں قرآنی تواترّی احآدی اور اس اپنے بیان کو وہ امر عقلی جانتے ہیں نہ امر اعتقادی کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ اس کو عقلا جہاں قبول کرینگے اور عقلاء جہاں قبول کرینگے اور عقلاء جہاں اُن کے گمان میں وہی مسلمان ہیں جو عربی پڑھے ہوئے ہیں اور محمد صاحب کو خوب مانتے ہیں بیشک یہ عقلا تو ضرور اس بیان کو عقلی اور معقول جانیں گے کہ محمدی معجزات تین قسم کے ہیں۔

میری اُمید تھی کہ ان تین قسم کے معجزات کی مثالیں بھی منشی صاحب کچھ دینگے پر کچھ بھی مثالیں نہیں دیں اور اپنے اس بھاری دعوے کے نیچے سے آپ ہی نکل گئے تو بھی میں اُن کے ان تین قسم کے معجزات کی کچھ تشریح کر دیتا ہوں۔

شاید اُن کی مراد معجزات احادی سے وہ معجزات ہوں گے جو شواہد النبوۃ وغیرہ میں صدہا معجزے لکھے ہوئے ہیں جنکے ساتھ راویوں کا سلسلہ بھی نہیں ہے۔ اچھا صاحب وہ یا اُن کی مانند اور معجزے احاد ہی ہیں اور میری (۳،۴،۵) دلیل باقرار آپ کی اُن پر واقع ہے بھلا صاحب یہ تو آپ مان گئے کہ ان دلیلوں سے آپ کی تیسری قسم کے محمدی معجزات برباد ہو گئے ہیں اور ضرور ہے کہ آپ کے دل میں سے بھی اُن کا اعتقاد نکل گیا ہو گا یہاں میں آپ کو شاباش کہتا ہوں۔

مگر دوسرے قسم کے معجزات جن کو آپ تواتری کہتے ہیں اور میری چھ دلیلوں کے الزام سے بچے ہوئے بتلاتے ہیں لازم تھا کہ اُن کو معرض بیان میں لاتے اور اُن کا تواتر دکھلاتے لیکن منشی صاحب ایسے معجزے کہاں سے لائیں ایک بھی ایسا معجزہ نہیں ہے جو تواتر سے ثابت ہو اور اِسی واسطے منشی صاحب مثال نہیں دے سکے وہ جان گئے کہ اگر کوئی معجزہ حدیث کا تواتر کے دعوے سے پیش بھی کرونگا تو عیسائی تواتر کا ثبوت طلب کرینگے جو دینا محال ہے اور اس بارہ سو برس میں کسی محمدی کی مجال نہیں ہوئی کہ تواتر سے کوئی معجزہ ثابت کر دئے اس لئے منشی صاحب صرف تقریری میں دعوےٰ کر کے چُپ رہ گئے اور چُپ رہنا مناسب بھی تھا (ف) ناظرین کو خوب معلوم ہو جائے کہ مسلمانوں کے علم اصول حدیث کے موافق متواتر حدیثیں چند ہیں مثل الاعمال بالنیات) وغیرہ کے اور وہ جُدا کر کے بیان بھی کی گئی ہیں مگر اُن میں کوئی بھی حدیث معجزات کے بارے میں نہیں ہے یہ ملانی ناحق ڈراتے ہیں ان سے بے خوف کہنا چاہیئے کہ دکھلاؤ یا وہ کونسے معجزے ہیں جو تواتر سے ثابت ہیں۔ ان لوگوں نے تواتر کے معنی تو اپنے اصول میں دیکھے ہیں مگر کبھی معجزات کے حدیثوں کے سلسلہ میں تواتر پر فکر نہیں کیا تواتر کا ثابت کرنا آسان بات نہیں ہے اب دیکھو احادی معجزے منشی صاحب کے (۳،۴،۵) دلیل سے برباد ہو گئے اور تواتری کا وجود ہی جہاں میں نہیں ہے اب دو قسم کے معجزے تو اُڑ گئے۔ رہے قرآنی معجزے تو اُن پر غور کرنا چاہیئے۔

منشی صاحب نے اپنے قرآنی معجزوں میں سے ۱۳ معجزے بیان کئے مگر نہایت دبے دبے الفاظ میں باریک قلم سے حاشیہ کے درمیان لکھے ہیں کیونکہ رکیک باتوں کا جلی عبارت میں لکھنا ذرا مشکل تھا مگر میں تو اُنکے حاشیہ کو بھی متن ہی جان کے پڑھونگا۔

(۱)

(الصفات آیت ۱۵)

وَقَالُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ

کہتے ہیں کہ یہ تو صاف جادو ہے۔

منشی صاحب کو خیال گذرا کہ حضرت نے کوئی معجزہ دکھلایا ہو گا جسے لوگوں نے سحر کہا ہے پس معجزہ نامعلوم پر ایمان لائے۔ شاید اس کو بھی اُنہوں نے کوئی بھید سمجھا جو انسان پر ظاہر نہیں ہو سکتا ہے اور معجزہ کا خیال لفظ سحر سے آیا پر جس علم اصول حدیث پر نازاں ہیں وہاں لفظ مشترک المعنی کو مطلب واحد پر دلیل قطعی بنانا ناجائز ہے اور یہ عقلی قاعدہ ہے پر معجزہ نامعلوم ہاتھ سے نہ جانے پائے اس لئے یہاں کچھ پرواہ اصول کے نہیں کی سحر کے معنی ہیں جادوگری اور عمدہ دلچسپ بیان اور شعبدہ بازی۔ مکاری دھوکا وغیرہ۔

(۲)

(سورہ یس آیت۴۶)

وَمَا تَأْتِيهِم مِّنْ آيَةٍ مِّنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ

اور جو حکم اُنہیں پہنچتا ہے اپنے رب کے حکموں میں سے وہ اُسے ٹلا دیتے ہیں۔

پس آیات کے معنی یہاں فقرات یا احکام کے ہیں نہ معجزات کے۔

(۳)

(سورہ قمر آیت۲)

سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ

قدیمی جادو

یعنی وہ جادو جو ہمیشہ سے چلا آتا ہے یعنی کوئی خرق عادت نہیں ہے اُسی قسم کے کام میں جو ہم عرب کے لوگ ہمیشہ مکاروں میں دیکھتے ہیں یعنی وہ عام دغا بازی کی قدرت جو ہمیشہ عرب میں دیکھی گے یہ آیت نص ہے اس بات پر کہ جو کام اُنہوں نے دیکھا تھا وہ خرق عادت نہ تھی بلکہ کوئی شعبدہ بازی تھی جس کے دیکھنے سے نہ حیرت ہوئی مگر صاف کہا گیا کہ معمولی بات ہے عام شعبدہ بازی ہے نہ خرق عادت لفظ مستمر نے یہاں بھی سحر کی کیفیت اوڑادی۔ اگر کہا جائے کہ اُس پر لفظ شق القمر کا موجود ہے سو جاننا چاہئے کہ انشق بمعنی سنیشق ہے یعنی قیامت کو پھٹے گا کیونکہ الف لام الساعتہ کا بتلاتا ہے کہ عین دن قیامت کا مراد ہے اور دو فعل ماضی یعنی اقترب وانشق بھی ملکر استقبال کا ذکر کرتے ہیں اور وہ روایت حدیث کی کہ پھٹ گیا تھا متواتر نہیں ہے بلکہ قول احاد میں ہے جو منشی صاحب کے نزدیک بھی رد ہیں اور دلیل اس کی کہ روایت متواتر نہیں ہے یہ عبارت مدارک کی ہے کہ لوظهر عندهم لنقلو امتواتر اًلان الطباع جبلت علےٰ نشر االعجائب لانه يجوزان يحجب اليه عنهم بغيهم یعنی کوئی نہ کہیں کہ اگر چاند پھٹ جاتا تو اہل اقطار پر چھپا نہ رہتا اور اگر اُنہیں معلوم ہوتا تو متواتر نقل بھی کرتے (حالانکہ متواتر روایت اس کی نہیں ہے کیونکہ انسان کی جبلت میں یہ بات داخل ہے کہ وہ عجائب باتوں کو مشہور کر دیتا ہے پس جواب یہ ہے ممکن ہے کہ خُدا نے بادل کر کے اُن سے اس معجزہ کو چھپایا ہو یعنی کونے میں چُپکے سے یہ معجزہ کیا ہو گا۔

(۴)

(سورہ صف آیت ۶)

فَلَمَّا جَاءَهُم بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ

بعض قرآنوں میں ہے ساحر مبین ترجمہ حضرت عیسیٰ کہہ گئے تھے کہ میرے بعد ایک نبی آئے گا اُس کا نام احمد ہو گا پر جب وہ آیا کُھلی نشانیاں لیکر تو کہنے لگے کہ یہ جادو ہے ظاہر۔ لفظ **سحر** کے معنی پہلے معجزہ میں مذکور ہو چکے ہیں پر یہاں ایک لفظ **بینات** ہے اور اُس کے معنی ہیں کُھلی ہوئی باتیں عام ہے کہ فقرات قرآن جو ظاہر ہیں وہ بینات ہیں یا وہ دلیلیں ہیں جن میں سے ایک کا ذکر اُوپر ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ نے بشارت دی تھی حالانکہ محض غلط ہے حاصل آنکہ بینات سے مراد معجزات تو ہر گز نہیں ہیں کیونکہ کوئی بھی معجزہ ظاہر نہیں ہے اگر معجزات ہیں بھی بقول منشی صاحب کے تو نامعلوم اور مبہم گول گول معجزے ہونگے جن پر لفظ بینات صادق نہیں آتا ہاں اُن کا یہ کہنا کہ یہ جادو ہے ظاہر یا محمد جادو گر ہے ظاہر اس کے معنی یہ ہیں کہ اُس کی باتیں صاف مکاری کی ہیں یا وہ صاف مکار ہے جس میں معجزہ کا احتمال بھی نہیں ہو سکتا۔

(۵)

(سورہ بقرہ آیت ۱۱۸)

قَدْ بَيَّنَّا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ

ہم نے بیان کی ہیں قرآن کی آیتیں واسطے اُس قوم کے جو یقین کرتی ہے۔

یا آنکہ اگلے پیغمبروں کے معجزات کا ذکر ہم نے سنایا ہے اُس قوم کے لئے جو یقین رکھتی ہے پس یہاں سے کیونکہ معلوم ہوا کہ حضرت صاحب معجزات تھے۔

(۶)

(سورہ بقرہ آیت ۹۹)

وَلَقَدْ أَنزَلْنَا إِلَيْكَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ وَمَا يَكْفُرُ بِهَا إِلَّا الْفَاسِقُونَ

اور ہم نے اُتارے تیری طرف کُھلے فقرے قرآن کے اور نہ منکر ہوں گے اُن سے مگر فاسق لوگ۔

یہاں لفظ آیات بمعنی فقرات ہے نہ معجزات۔

(۷)

(آل عمران۔ آیت ۸۶)

كَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَشَهِدُوا أَنَّ الرَّسُولَ حَقٌّ وَجَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ

کیونکہ اللہ ہدایت کرے گا ایسی قوم کو جو ایمان لا کر کافر ہو گئی اور گواہی دے چکی تھی کہ رسولِ حق اور پہنچ چکی تھیں اُنہیں نشانیاں۔

بینات کے معنی جلالین میں لکھے ہیں (الحجج الظاہرات) یعنی کھلیں حجتیں مگر معلوم نہیں ہے کہ وہ کیا کیا حجتیں تھیں بظاہر وہی حُجتیں ہونگی جو اب اہل اسلام سُناتے ہیں مثلاً فصاحت قرآن غلبہ شمشیر ملک گیری استقامت پر دعوے یاشاید کوئی معجزہ بھی ہو جونا معلوم ہے پھر بینات کے معنی مدارک میں لکھے ہیں (الشواھد کالقران وسائر المعجزات) یعنی لفظ بینات کے معنی ہیں قرآن اور سب محمدی معجزات یعنی کل معجزات محمدیہ کا مجموعہ وہ لوگ انکار سے پہلے ہی دیکھ چکے تھے جس کی تفصیل کوئی نہیں جانتا۔

پھر تفسیر حسینی میں ہے (وجاء ھم البنیات) وامدہ بود بدیشان ایت ہائے روشن یعنی قرآن یا معجزات پیغمبر ۔پس ناظرین کو انصاف کرنا چاہئے۔خُدا کو جان دینی ہے کہ جب تک ٹھیک معلوم نہ ہو کہ آیا وہ معجزات تھے یا دوسری حجتیں تھیں اور اگر معجزات تھے تو کیا کیا تھے اور کیونکر وقوع میں آئے تھے جب تک صاف بات معلوم نہ ہو تب تک قطعیت کا حکم دینا منشی صاحب ہی کا کام ہے ہمارا کام نہیں ہے کیونکہ ہم لوگ اپنا ایمان ہر وہمی بات پر نہیں رکھتے ہیں۔

(۸)

(انعام آیت ۱۲۴)

وَإِذَا جَاءَتْهُمْ آيَةٌ قَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ حَتَّىٰ نُؤْتَىٰ مِثْلَ مَا أُوتِيَ رُسُلُ اللَّهِ

جب آتی ہے اُنکے پس کوئی آیت تو کہتے ہیں کہ ہم ہرگز نہ مانیں گے جب تک ہمیں نہ ملے جیسا پاتے ہیں اللہ کے رسول۔

یعنی جب قرآن کی آیت اُن کو سُنائی گئی تو وہ کہنے لگے ہم نہ مانے گے جیسے قرآن محمد پر اُترتا ہے ایسی ہم پر کیوں نہیں اُترتا پس ہم اس آیت کو یعنی قرآن کے فقرہ کو جو محمد لایا ہے کلام اللہ نہیں جان سکتے یہاں کچھ ذکر معجزہ کا نہیں۔

حسینی میں لکھا ہے چون بیاید بکفار قریش آیتے از قرآن یا معجزہ دراثبات نبوت۔یعنی درست معلوم نہیں ہے کہ آیت سے مراد کیا ہے مدارک میں ہے (آیتہ) ان معجزہ اوایتہ من القرآن یعنی ٹھیک معلوم نہیں ہے پس کیا اب منشی صاحب کی خاطر سے آیتہ من القرآن کو چھوڑ کر معجزہ ہی ماننا چاہئے۔

(۹)

(یونس ۔آیت ۲)

قَالَ الْكَافِرُونَ إِنَّ هَٰذَا لَسَاحِرٌ مُّبِينٌ

یعنی جب محمد کو ہم نے بھیجا ڈرانے اور خوشخبری سُنانے کو تو کافروں نے کہا یہ تو صریح جادو گر ہے

یعنی سحر بیان شخص ہے یا صاف صاف مکار ہے یعنی اُس کی مکاری ایسی صاف ہے کہ معجزہ کا احتمال نہیں ہو سکتا جلالین میں لکھا ہے (قال الکافرون ان ھذا القران المشتمل علے ولك وسحر مبین بین وفی قراۃ لساحر و مشار الیه) النبی تفسیر بیضیادی میں لکھا ہے (ان ھذا) یعنون الکتاب وماجاء به الرسول یعنی یہ سحر بیان شخص ہے یا اسکی تقریری جادو کی تقریر ہے جیسے سب خوش بیان لوگوں کی نسبت کہا کرتے ہیں۔

(۱۰)

(ص۔ آیت ۴)

وَقَالَ الْكَافِرُونَ هَٰذَا سَاحِرٌ كَذَّابٌ

کہا کافروں نے کہ محمد جادو گر ہے بڑا جھوٹا۔

(۱۱)

(حدید۔ آیت۹)

هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ عَلَىٰ عَبْدِهِ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لِّيُخْرِجَكُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ

خُداوہی ہے جو اُتارتا ہے اپنے بندہ پر صاف فقرے قرآن کے تاکہ نکالے تمکو اندھیرے سے طرف روشنی کے۔

آیات بینات کے معنی جلالین نے قرآن بتلاے ہیں معجزہ کا یہاں کچھ ذکر نہیں ہے۔

(۱۲)

(بقرہ۔رکوع ۲۵)

فَإِن زَلَلْتُم مِّن بَعْدِ مَا جَاءَتْكُمُ الْبَيِّنَاتُ فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ

اگر تم گمراہ ہو جاؤ بعد اس کے کہ پہنچ چکے تمکو صاف حکم تو جان رکھو کہ اللہ ہے زبردست حکمت والا۔

یہاں کچھ ذکر معجزہ کا نہیں ہے۔

(۱۳)

(زخرف آیت ۳۰)

وَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ وَإِنَّا بِهِ كَافِرُونَ

یعنی جب پہنچا اُن کے پاس سچا دین تو کہنے لگے کہ یہ جادو ہے ہم اس کو نہ مانیں کے یعنی مکاری کی باتیں ہیں

یہاں بھی معجزہ کا کچھ ذکر نہیں ہے۔

اب منشی صاحب کے ۱۳ معجزے قرآنی بھی تمام ہوگئے یہ وہ اعلیٰ درجہ کے معجزے تھے جو متواتر معجزوں سے بھی بلند تھے۔ ہم ان کے بارے میں زیادہ نہیں لکھتے مگر اتنا تو کہتے ہیں کہ منشی صاحب نے پہلے خود قرآن میں اور تفسیروں میں اُن کی بابت نہیں دیکھ لیا۔ اگر کسی آدمی کی تمیز ان کو معجزات سمجھ کر قبول کرتی ہے تو وہ اپنا بیش بہا ایمان محمد صاحب کے حوالہ کرے پر ہم تو ان کو توہمات کہتے ہیں۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ لفظ سحر یا آیات بینات سے کبھی معجزہ پر اشارہ نہیں ہوسکتا ہو تو سکتا ہے پر جب کہ اوپر کسی معجزہ کا صاف صاف بیان ہو یا کوئی قرینہ قوی ہو پر آیات مذکورہ میں ایسا کہیں نہیں ہے۔

مثلاً یہاں آیات کا لفظ خاص معجزات کے معنی میں ہے کہ (مامنعنا اِن ترسلہ بالآیات الا ان کذب بہا الاولون)۔ یعنی ہم نے محمد کو اس لئے معجزے دیکر نہیں بھیجا کہ پہلے لوگوں نے اگلے پیغبروں کے معجزات کی تکذیب کی تھی۔ پس ہم نے کہا کہ معجزات سے کیا فائدہ ہے آگے دنیا میں اُن سے کچھ فائدہ نہیں ہوا اب بھی نہ ہوگا اس لئے محمد صاحب کو بغیر معجزہ کا رسول بنا کر ہم نے بھیج دیا۔ یہاں لفظ آیات معجزات کے معنی پر قطعی ہے کیونکہ دوسرے معنی اُس کے بیان ہو نہیں سکتے اور الف لام یہاں الایآت کا استغراق کے لئے پس کوئی بھی معجزہ حضرت میں نہ تھا۔

صاحب جبکہ یہ آیت صریح معجزہ کا مطلق انکار کرتی ہے تو وہ کونسا آدمی ہے کہ لفظ سحر وبینات وآیات کے معنی معجزہ قرار دے کے وہمی معجزے جن کی کیفیت بھی معلوم نہیں ہے کہ کیا کیا تھے مان بیٹھے گا۔

اور وہ کون ہے جو ان مشترک المعنی لفظوں سے جبکہ خود مفسر انہیں مشترک لفظ بتلاتے ہیں تو قطعیت کا فتویٰ معجزوں کی نسبت ان الفاظ سے دے گا اور اصول فقیہ وہی مانے گا جو توضیح تلویح میں لکھا ہے۔

(ف) فائدہ ناظرین کو معلوم ہو جائے کہ اب مسلمانوں نے فصاحت وبلاغت کے معجزے کا ذکر کرنا اکثر چھوڑ دیا ہے کیونکہ اب اُنہیں بھی کچھ کچھ معلوم ہوا ہے کہ وہ معجزہ نہیں ہے اور اسی سبب سے دیکھو اب منشی صاحب نے اُس کا ذکر نہیں کیا۔

(ف) یہ بھی معلوم ہو جائے کہ منشی صاحب نے جو معجزات محمدیہ کی معقول تقسیم کی تھی اُس میں سے اُن کی احادی معجزے جو مشہور میں منشی صاحب اُن دلائل سے آپ ہی کٹتے ہوئے مان گئے ہیں جیسے اُوپر بیان ہو چکا اور تواتری معجزے جو بتلائے تھے وہ معدوم ہیں اُن کا کہیں وجود ہی نہیں ہے اور اسی لئے منشی صاحب اُنہیں پیش بھی نہیں کر سکتے تھے پس وہ یوں گئے۔ باقی قرآنی معجزے رہے تھے سو وہ بیان بالا سے توہمات ثابت ہوئے اب محمد صاحب بغیر معجزے کے بنی رہ گئے اسی واسطے میں نے تواریخ میں اُن چھ دلیلوں سے ثابت کر دیا تھا کہ معجزات کا مضمون احادیث میں محض غلط ہے۔

۱۱۔ تعلیق

مسیح کے حالات کی کوئی اُن کی ہمعصر تحریر موجود نہیں ہے مسیح نے اپنے کلمات و مواعظ وحالات نہ توآپ لکھے نہ اپنے زمانہ قیام میں لکھوائے اور نہ حواریوں نے مسیح کے عہد میں اپنے مشاہدات قلم بند کیئے۔

۱۱۔ تقلیع

منشی صاحب نے بعض باتیں اس تعلیق میں بے فائدہ لکھی ہیں جن کی کچھ اصل نہیں ہے یا اور طرح پر ہے۔

منشی صاحب کو دین عیسائی کے ثبوت کی دلائل سے کچھ مس بھی نہیں ہے شاید اُنہوں نے ہمیشہ مخالفوں کی تحریریں اور تقریریں دیکھی اور سُنی ہیں اور کبھی عیسائیوں کے نزدیک آ کے صحیح باتیں دریافت نہیں کہیں منشی صاحب عیسائیوں پر قلت معلومات کا داغ لگاتے ہیں (۲ تعلیق) اور اپنی معلومات کی یہ خوبیاں ظاہر کرتے ہیں۔

منشی صاحب نے اس تعلیق میں بے سروپا دست اندازی کی ہے اور ایسی چالاکی کام میں لائے ہیں کہ ناواقف آدمی کہے گا کہ منشی صاحب کو بہت باتیں معلوم ہیں۔ بات میں بات اعتراض پر اعتراض کر کے خوب انشاپردازی کی ہے اور ایک بے اصل بات پر دوسری بے اصل بات بلکہ تیسری وچوتھی بھی جمائی ہے اور یوں ایک جال بنایا ہے تاکہ اُس میں بعض روحوں کو پھنسا کے ہلاک کریں اس مقام پر اُن کی انشاپردازی کی توہین تعریف کرتا ہوں ہاں اُنکے تہ بر تہ اعتراضوں کے جواب میں وقت خرچ کرنا فضول ہے پر اُن باتوں کے جواب دوں گا جو اُنکی زبان درازی کے اصول ہیں۔

پہلی بات

مسیح کے وقت کی کوئی تحریر موجود نہیں ہے۔

منشی صاحب کیسی سُرخروئی کے ساتھ یہ فقرہ لکھتے ہیں جبکہ عثمان کا قران اور محدثین کی مجلدات ہاتھ میں لے رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کیوں صاحب ایسی تحریر کی کیا حاجت ہے جبکہ حواریوں کی تحریرات موجود ہیں جو مسیح کے ساتھ موجود تھے اور اُسی کے رسول ہیں جو انبیا سابقین سے کہیں زیادہ معزز بھی ہیں اور جو الہام اور قدرت کے ساتھ ممتاز بھی نظر آتے ہیں اور دنیاوی شوکت اور مزدوری کے خواہاں بھی نہ تھے پر جاں نثار تھے۔ اگرچہ شروع میں ناچیز تھے مگر مسیح کے شاگرد اور رسول ہو کر کوئی نئی قسم کے آدمی ہو گئے تھے اور ایسے اچھے اور دانا ہو گئے کہ وہ ضرور اپنی تعلیمات کی بابت اور اپنے چلن کی بابت نہایت ہی ممتاز ہو گئے تھے۔ نہ صرف ہم عیسائیوں کے سامنے پر سارے جہان کے داناوں کے سامنے بھی اگر غور سے اُنکی طرف دیکھیں۔ اُن کی تعلیم نے سارے جہاں کے معلموں کی تعلیم کو ضرور دبالیا ہے بلکہ جہاں کو اُلٹا دیا ہے اور یہ بات نہایت سچ ہے منشی صاحب پھر کہتے ہیں کہ مسیح نے خود کیوں نہ لکھا۔

صاحب خُدا نے خود توریت کیوں نہ لکھی موسیٰ سے کیوں لکھوائی یا قرآن محمد صاحب پر کیوں نازل کیا آپ خُدا نے لکھ کے کیوں نہ دیا۔

منشی صاحب یسوع مسیح خُداوند خُدا ہے وہ انسان بن کے انسانوں کا واجب پورا کرنے کو اور مہربانی سے صلیب پر مر کے اور مردوں میں سے جی اُٹھ کے لوگوں کو الٰہی زندگی عطا کرنے کو آیا تھا (اور لاکھوں آدمیوں نے اُس سے وہ زندگی پائی بھی ہے)۔

پس جن لوگوں کے سامنے اُس نے یہ کام کیایعنی مؤااور جی اُٹھااور خُدا کے دہنے جابیٹھاصعود فرما کے اُنہی سے اس واردات کالکھوانا بھی واجب تھاتاکہ گواہوں کی گواہی کے ساتھ اپنی انجیلِ مبارک کی بشارت منشی صاحب تک بھی پہنچائے۔

پھر منشی صاحب کہتے ہیں کہ حواریوں نے مسیح کے عہد میں کیوں نہ لکھا؟جواب یہ ہے کہ صاحب جب تک مسیح مر کے جی نہ اُٹھے اور صعود نہ فرمائے اور پیشگوئی کی تکمیل نہ کر چکے تو حواری کس طرح سے پہلے ہی لکھ دیتے جو بات اب تک واقع ہی نہیں ہوئی ہے اُسے پہلے ہی سے کس طرح بیان کریں۔ ضرور ہے کہ پہلے کوئی امر واقع ہوتب تو گواہ اُس کے وقوع یا عدم وقوع پر گواہی دیں۔ منشی صاحب چاہتے ہیں کہ گواہ واردات کے دیکھنے سے اور اُس کے وقوع سے پہلے ہی گواہی لکھ رکھا کریں صاحب یہ دستور عیسائیوں کے اصول کا نہیں ہے۔

دوسری بات

عین زمانہ خُداوند مسیح میں تحریر ہونے کی وجہ منشی صاحب نے یوں انشا کی ہے۔

کہ حواری مغالطہ میں پھنس گئے تھے کہ مسیح ابھی آنے والا ہے ابھی اسرائیل کی بادشاہت کو بحال کرے گا۔ابھی بارہ شاگرد بارہ تختوں پر بیٹھیں گے پس تحریر کی کیاضرورت ہے دُنیاتو جلدی ہی اُلٹ پُلٹ ہونے والی ہے۔

دیکھو یہ کیسی واہیات وجہ منشی صاحب نے بنائی ہے یا ملحد کی بات میں سے نکالی ہے تاکہ براحملہ کریں لیکن وہ عمدہ اور سچی اور معقول وجہ جو اوپر مذکور ہے کہ (مسیح ابھی مر کے جی نہیں اُٹھے تھے اور واقعات پورے وقوع میں نہ آچکے تھے)ذہن شریف میں نہ گذرے کیونکہ تعصب ذہن کو راستی کی طرف جانے نہیں دیتا۔

اُن آیتوں کے معنی جو منشی صاحب نے اپنے صفحہ ۲۵ پر لکھے ہیں اور اُن کی باطل نتائج اپنے متن میں بیان کیئے ہیں چاہئے کہ ناظرین بندہ کے خزانتہ الاسرار کتاب میں دیکھ لیں۔

یہ منشی صاحب کامبالغہ بالکل غلط ہے کہ حواریوں کوایسااعتقاد تھا کہ اسی زمانہ میں قیامت آنے والی ہے دیکھو حواری لوگ اپنااعتقاد قیامت کی بابت اپنی تحریر میں اپنے قلم سے اور طرح لکھتے ہیں اور منشی صاحب اُنہیں کچھ اور ہی الزام لگاتے ہیں۔

(متی ۲۵۔۱۹)بہت مدت کے بعد اُن نوکروں کامالک آیا۔(متی ۲۵۔۵)جب دولہانے دیر کی سب اُونگنے لگیں اور سو گئیں۔پس مسیح نے تو اُنہیں سکھلایا کہ میں بہت مدت کے بعد آؤنگااور وہ آپ لکھتے ہیں کہ ہمیں یوں سکھلایا۔

(متی ۲۴۔۶،۴۸)پر اب تک آخر نہیں (اعمال ا۔۶ سے ۸)پس اُنہوں نے جو اکٹھے تھے اُس سے یہ کہہ کے پوچھا کہ اب خُداوند کیا تو اسی وقت اسرائیل کی بادشاہت پھر بحال کرتا ہے اُس نے اُنہیں کہا کہ تمہارا کام نہیں اُن وقتوں اور موسموں کو جنہیں باپ نے اپنے ہی اختیار میں رکھا ہے جانو لیکن جب رُوح القدس تم پر آئیگا تو تم قوت پاؤ گے اور یروشلم اور سارے یہودیہ اور سامریہ میں بلکہ زمین کی حد تک میرے گواہ ہوگے۔(اعمال ۳۔۲۱) میں دیکھو کہ رسول لوگ اُس کی آمد ثانی کی بابت اپنا کیااعتقاد بتلاتے ہیں یعنی یہ کہ ضرور ہے کہ آسمان اُس لئے رہے اُس وقت تک کہ سب باتیں جن کا خُدانے اپنے سب مقدس نبیوں کی زبانی قدیم سے ذکر کیا بحال ہو ویں (۲۔پطرس ۳۔۸سے ۱۰)میں ہے کہ پر یہ بات تم پر اے پیار وچھپی نہ رہے کہ خُداوند کے نزدیک ایک دن ہزار برس اور ہزار برس ایک دن کے برابر ہے۔پس مسیح خُداوند صاف صاف اور بار بار فرماتا ہے کہ میں بہت دیر میں آؤنگا

اور رسول بیان کرتے ہیں کہ وہ دیر میں آئے گا اور پہلے سب نبیوں کی باتیں پوری ہوں گی اور یہ کہ دنیا کی حد تک اُس کی انجیل پر گواہی دی جائے گی۔ پھر منشی صاحب اُنہیں یہ الزام کیوں لگاتے ہیں کہ وہ لوگ اُنہیں دنوں میں اُس کی آمد کے منتظر تھے اس لئے کتاب کے لکھنے میں سُست ہو گئے تھے۔

دیکھو باوجود ایسی خبروں کے جن کا ذکر اوپر ہوا کون کہہ سکتا ہے کہ اُنہیں ایسا خیال تھا کہ ابھی قیامت آنے والی ہے-----

البتہ قیامت کے لئے بہت ہی تیار تھے جیسے ہم بھی اس وقت بہت ہی تیار ہیں اور ہر وقت اُس کی آمد پر نظر لگی ہے کیونکہ صرف وہ ہمارا حقیقی دوست ہے ہم اُسے ہر وقت رُوح میں تاکتے ہیں پس یہ انتظاری اور تیاری اور بات ہے اور اسی وقت قیامت آنے کا یقین باندھنا اور بات ہے جو باطل ہے۔

دیکھو جبکہ مسیح خُداوند نے یہاں تک قیامت کی بابت فرمایا کہ قیامت کے دن کا علم کسی فرشتہ یا کسی انسان کو نہیں دیا گیا بلکہ میری انسانیت بھی اس علم سے معرا ہے صرف میری الوہیت میں وہ علم ہے تو اب حواریوں کی انسانیت میں کہاں سے آگیا تھا کہ حواری یہ باتیں آپ ہی قلمبند کرکے بھول گئے تھے ہر گز نہیں یہ خیال حواریوں کا کبھی نہ تھا یہ منشی صاحب کی انشا ہے۔

تیسری بات

منشی صاحب کہتے ہیں کہ جب زمانہ ممتد گذر گیا اور زبانی روایتوں میں ضعف آگیا اُس وقت لوگوں نے تحریری تذکروں پر توجہ کی۔

اس انشاپردازی پر غور کرنا چاہئے کہ ایسی عبارت بولتے ہیں جس سے کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ آیا احادیث کی نسبت کہتے ہیں یا کلام الٰہی کی نسبت بولتے ہیں ایسی گول گول بات لکھتے ہین جس سے جاہلوں کو کلام کی نسبت شک پڑ جائے۔

پس معلوم کرنا چاہئے کہ اگر وہ احادیث مسیح کی نسبت ایسا بولتے ہیں تو سچ ہے کہ اُن کی نسبت عیسائیوں کی توجہ نہایت کم ہے اور مناسب بھی تھا کہ اُن کی نسبت توجہ کم کرتے کیونکہ حدیثیں بُری بلا ہیں اور مسیح خُداوند نے انہیں حدیثوں کی بابت یہودیوں کو الزام بھی دیا ہے کہ تم اپنی روایتوں کی سبب خُدا کے کلام کو ٹال دیتے ہو پس عیسائیوں کو نہیں چاہیے کہ حدیثوں کے بہت درپے ہوں دیکھو حدیثوں نے یہود کو اور مسلمانوں کو کس درجہ پر پہنچا رکھا ہے کیسی غلطی میں ہیں۔

ہاں اگر منشی صاحب کلامِ الٰہی کی نسبت ایسا خیال کرتے ہیں تو بالکل ناواقف ہیں کیونکہ حواریوں نے حدیثیں جمع کرکے یا رواتیوں کی ضعف اور سلسلے تلاش کرکے اناجیل اور خطوط نہیں لکھی ہیں یہ اُس قسم کی باتیں نہیں ہیں حواری خود پیغمبر خُدا تھے اور خُدا کے اکلوتے بیٹے کے ساتھ تھے جب وہ دنیا میں جسم کے ساتھ حاضر تھا اور اُس کے صعود کے بعد حواریوں میں خُدا کی رُوح آگئی تھی جو خود خُدا ہے پس اُنہوں نے نہ محدثوں کی مانند احادیث کی کتابیں لکھیں نہ عثمان کی مانند قرآن کو مرمت کیا بلکہ اپنے دید اور شنید رُوح سے اناجیل اور خطوط لکھے اُن کا کلام رب کا کلام ہے کیونکہ رب آپ اُن میں بستا تھا اُن کی قوت سے ظاہر ہے۔

اسی واسطے ابتدا سے اُن کی تحریرات کو جو اناجیل اور خطوط مندرجہ انجیل ہیں کلیسیاء نے کلام اللہ مانا ہے اور حقیقت میں وہی کلام اللہ ہے۔

منشی صاحب محمدی قرآن تو قبول کرتے ہیں جسے عثمان نے لکھا جو خود پیغمبر نہ تھا اور جس نے محمد صاحب کے زمانہ کا لکھا ہوا قرآن اور ابو بکر کا جمع کیا ہوا دوسرا قرآن اور بعض متفرق اورق جلادیئے اور جب قاریوں کی کثرت دفع ہونے لگی اُس وقت قاریوں کی زبان سے اپنی رائے کی موافق ایک قرآن انتخاب کرکے عرب کو دیا جس پر آج تک شیعوں کا تکرار بھی ہے اور خود منشی صاحب کے ہمسایہ یا ہم شہر یعنی لکھنو کے مجتھد صاحب قرآن کے نظم

کو نظم عثمانی بتلا کر اُس کے سیاق کو قبول بھی نہیں کرتے ہیں پس یہ قرآن کو منشی صاحب بلا حجت مانتے ہیں کیونکہ اسلام میں پیدا ہوئے ہیں اور اس قرآن کے ماننے کے خو گر ہیں۔

مگر مسیح کے رسولوں کی انجیلوں پر شک کرتے ہیں جنہوں نے اپنے قلم سے یا اپنی زبان سے اُسی عہد میں کہ ہزار ہزار آدمی مسیح کے دیکھنے والے جیتے تھے لیکن اور اُسی عہد میں اُنہیں رواج بھی دیا۔ ان پاک اور برحق کتابوں پر منشی صاحب اپنی حدیثوں کا وبال ڈالکر اُن کی خوبی کو داغ لگانا چاہتے ہیں اس سبب سے کہ قرآن کی چمک انکی روشنی کے سامنے تاریک ہو گئی ہے یہی اہل اسلام کا انصاف ہے۔

چوتھی بات

ابھی یہ لوگ تو اس آمد موہوم کے خیالی پلاؤ پکا ہی رہے تھے کہ اس پر طرہ ہوا کہ یوحنا حواری نے بڑی ہی عمر پائی اور اس کے زیادہ معمر ہونے سے اس اعتقاد کے ایجاد ہوئے کہ مسیح کے قول کی تصدیق کے لئے خُدا نے یوحنا کی عمر بے حد بڑھادی ہے۔

دیکھو منشی صاحب کیسے بیباک شخص ہیں جنہیں نہ خُدا کا خوف ہے نہ آدمیوں کا یا اُنہوں نے انجیل نہیں پڑی میں پوچھتا ہوں کہ کیا ان فقروں کی ترتیب درست ہے ان سے کیا معلوم ہوتا ہے نیک نیتی یا ٹھٹھہ بازی کیا (یوحنا ۲۱۔ ۲۲، ۲۳) کا یہی مطلب ہے جو منشی صاحب نے نکالا ہے ناظرین انجیل یوحنا میں دیکھیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ ابھی تو مسیح خُداوند نے صعود بھی نہیں کیا تھا صرف مردوں میں سے جی اُٹھے ہیں اور ابھی دنیا ہی میں ہے چند روز بعد جانے والے ہیں۔ پہلے ہی آمد موہوم کا خیالی پلاؤ بھی پک گیا اور یوحنا کا معمر ہونا بھی پہلے ہی ہو گیا اور معمر ہو جانے کے سبب اس خیال کا ایجاد بھی ہو گیا اور ابھی روایات میں ضعف بھی آگیا۔ یہ واہیات باتیں ہیں یہ خیالی پلاؤ عیسائیوں نے کبھی اپنی ذہن میں نہیں پکایا مگر یہ تو منشی صاحب کے انشا کی کھچڑی ہے۔

پانچویں بات

اس عرصہ تک بہت سی جھوٹی تحریریں انجیلوں اور حواریوں کے خطوط کے نام سے جمع ہو کر ایک انبار ہو گئی تھیں۔

اِس کا جواب یہی ہے کہ ہزار انبار ہو جائیں کچھ پروا نہیں ہے کیونکہ کچھ نقصان نہیں ہے دیکھو جب موسیٰ اور انبیاء دنیا سے چلے گئے تو اُن کی حدیثوں اور قصوں کے یہودیوں میں کیسے انبار ہو گئے تھے اور جب محمد صاحب چلے گئے تو سُنی شیعوں اور خارجیوں وغیرہ کی حدیثوں کے کیسے انبار ہو گئے ہیں کیا یہودیوں کے انباروں کے سبب عہد عتیق کی الٰہی کتابیں لایقِ اعتبار نہ رہیں یا محمدی انباروں کے سبب قرآن لائق اعتبار نہ رہا۔ صاحب لاکھ انبار ہو جائیں جو کتابیں رسولوں سے کلیسیا نے دست بدست خود پائی تھیں اُنہیں کی حفاظت قدیم سے نسلاً بعد نسلاً جماعتیں کرتی آئیں اور وہ انبار کبھی کلامِ الٰہی نہ سمجھے گئے وہ ہمیشہ جدا رہے۔ اور اب تک جو بربادی سے محفوظ ہیں جدا ہیں۔ آپ کے محمد وزیر خان اور مولوی رحمت اللہ صاحب نے بھی بعد تحقیق لاچار ہو کے اقرار کیا ہے کہ قدیمی کتب مسلمہ عیسائیوں کی وہی ہیں جو انجیل کی جلدی میں ہیں۔

چھٹی بات

ہر چند کہ یہ قدحِ اجمالی اناجیل اربعہ کے صحیح السند نہ ہونے کے ثبوت میں کافی ہوگا مگر ہم ان پر فرادی فرادی نظر کرینگے۔

جواب کیا خوب قدحِ اجمالی ہے جس کا سر ہے نہ پیرا اور قدحِ اجمالی بھی کیا خوب مقدمات منشیانہ سے مرکب ہے جس کا فقرہ فقرہ بحث طلب ہے اور جس میں بہت سے صریح البطلان مقدمے شامل ہیں۔

مگر اُس قدحِ اجمالی کا نتیجہ منشی صاحب یہ نکالتے ہیں کہ اناجیل اربعہ کے صحیح السند نہ ہونے کے ثبوت میں کافی ہوگا۔ یہ کیا عمدہ تحقیق ہے ایسی باتوں کو منشی صاحب کافی دلائل جانتے ہیں پر وہ بھی معذور ہیں کیونکہ اسلام کا ثبوت اسی قسم کے دلائل سے ہوا ہے تب ہی تو مخالف کی تردید میں وہ اس قسم کی باتوں کو کافی جانتے ہیں کیونکہ ایسی باتوں سے وہ تسلی کے خوگر ہیں۔

مگر جبکہ وہ اس اپنی قدحِ اجمالی کو انجیل کی تردید کی دلیل جانتے ہیں اور ابھی اُن کا قدح اجمالی قرآن پر اچھی طرح گرتا ہوا اُنہیں دکھلایا گیا ہے تو کیا اب وہ قرآن کے صحیح السند نہ ہونے کے لئے بھی اس اپنے قدح اجمالی کو کافی جانیں گے یا نہیں صاحب یہ قدح آپ کا نہ اناجیل کے حق مضر ہے نہ قرآن کے کیونکہ باطل تقریروں کا ڈھکوسلا ہے جو اپنے غصہ میں لکھ مارا ہے۔

ساتویں بات

لوقا کی انجیل کی نسبت فرماتے ہیں کہ اُس نے اپنے مشاہدہ سے نہیں لکھی وہ حواری نہ تھا طبقہ ثانی کا آدمی تھا۔

جواب۔ ہم کب کہتے ہیں کہ لوقا حواری تھا اس تحصیل حاصل سے کیا فائدہ ہے ہم لوقا کو اُس انجیل کا مولف اور مرتب اور محرر جانتے ہیں وہ پولوس رسول کی خدمت میں رہتا تھا اور اُس نے کئی ایک حواریوں کو بھی دیکھا ہے اور اُس نے کوشش کے ساتھ ان باتوں کو دریافت بھی کر کے لکھا ہے آپ کہتا ہے کہ کلام کے خادموں سے یعنی حواریوں سے اور واقعات کے دیکھنے والوں سے میں نے کوشش کے ساتھ دریافت کر کے لکھا ہے پس یہ انجیل اگرچہ خود کسی حواری نے نہیں لکھی مگر اُنہیں کی زندگی میں اُنہیں سے پوچھ کر اُنہیں کے ہم خدمت نے اُسی عہد میں جب لکھی ہے تو پھر یہ کیا بات ہے کہ وہ خود حواری نہ تھا اس لئے اُس کی تحریر کو نہ مانیں اور اُسی طبقہ ثانی کا آدمی بتلانا کیا معنی رکھتا ہے وہ تو رسولوں سے باتیں کرتا ہے اُن کے عہد میں موجود ہے پس وہ اُسی طبقہ حواریوں کے عہد کا شخص ہے۔ پھر منشی صاحب فرماتے ہیں کہ بعد محاصرہ یروشلم لوقا کی انجیل لکھی گئی ہے یہ غلط بات ہے کیونکہ اعمال کی کتاب سے پہلے لوقا نے یہ انجیل لکھی ہے بموجب (اعمال ۱۔۱) کے اور اعمال کی کتاب لوقا نے روم میں جا کے تمام کی ہے ۶۳ء میں اور یروشلم کا محاصرہ ہوا ہے ۷۰ء میں پھر یہ انجیل بعد محاصرہ یروشلم کیونکر لکھی گئی تھی اس کے بعد منشی صاحب نے لوقا کی انجیل پر کچھ گول گول اعتراض بھی کیئے ہیں یعنی آیات کے مضامین پر وہ مہمل عبارت میں لکھے ہیں اس لئے توجہ کے لائق نہیں ہیں۔

آٹھویں بات

یوحنا کی انجیل یوحنا کی نہیں ہے۔ کیونکہ پاپیاس Papias of Hierapolis نے اور پولیکارب Polycarp نے اس انجیل کا ذکر نہیں کیا ہاں ارنیوس Irenaeus نے کیا ہے جو پولیکارب کا شاگرد تھا پس شاگردوں نے ذکر کیا اور اُستاد نے نہیں کیا تو سلسلہ متصل نہ رہا اس لئے یوحنا کی انجیل نہ رہی۔

جواب۔ ارنیوس Irenaeus اور تھیاؔفلس انطاکیہ والے Theophilus of Antioch نے اور ترتلیان Tertullian نے اور کلیمنٹ اسکندریہ والے نے Clement of Alexandria اور ہپولیسؔ نے اور اریجن Origen نے اور ڈیونیسوس نے جو سکندریہ والا ہے Pope Dionysius of Alexandria اور یوسیبوس Eusebius of Caesarea نے یوحنا کی انجیل پر گواہی دی ہے۔

اور مخالفین میں سے بھی جولینؔ نے اور پورفری بت پرست فیلسوف Porphyry (philosopher) نے بھی گواہی دی ہے۔

اور یوحنا کی انجیل کا سریانی ترجمہ جو دوسری صدی کا ہے بقول الفورڈ تفسیر کے وہ بھی ابتک گواہ ہے۔

پس کلیسیاء میں اس کا دست بدست آنا ہے اور اتنے معتبر اشخاص کی گواہیاں جن کا ذکر اوپر ہے اگر اس کے حق میں کافی دلیل نہیں ہے تو اور اس سے زیادہ ہم کچھ کہہ نہیں سکتے۔

ہاں پاپیاؔس Papias of Hierapolis نے اور پولی کاؔرپ Polycarp نے اُس کا ذکر نہیں کیا بلکہ برنباؔس و کلیمنٹ رومی نے Clement of Rome اور اگناشیوس نے Ignatius of Antioch بھی اس انجیل کا ذکر نہیں کیا۔

تو بھی سلسلہ متصل باقی ہے منشی صاحب سلسلہ متصل کی تعریف اپنے گھر میں تجویز کرکے دنیا کو اُس کے موافق ٹٹولتے ہیں اور جب اپنی تعریف کے موافق نہیں پاتے تو سلسلہ متصل کے عدم کا فتویٰ دیتے ہیں صاحب سارا جہاں آپ کے اصول حدیث کا غلام نہیں ہے۔

پس معلوم کرنا چاہیے کہ پاپیاؔس Papias of Hierapolis اور پولیکاؔرپ Polycarp کا نہ لکھنا۔ اور ارنیوس Irenaeus کا لکھنا سلسلہ متصل میں مخل نہیں ہے کیونکہ پاپیاس Papias of Hierapolis کی کتاب ہی دُنیا میں موجود نہیں ہے جس سے لکھنا یا نہ لکھنا ثابت ہو۔ ہاں یوسیبوؔس Eusebius of Caesarea نے پاپیاؔس Papias of Hierapolis کی باتوں کا کچھ انتخاب کیا ہے پس پاپیاس کے اقوال ملتے ہیں نہ اُس کے مجلدات۔

اور پولیکاؔرب کی کونسی کتاب موجود ہے جس سے لکھنا یا نہ لکھنا ثابت ہو اُس کا صرف ایک چھوٹا سا خط ہے جو فلپیوں کو اُس نے لکھا تھا پس جبکہ ان لوگوں کی تحریرات ہی موجود نہیں ہیں تو کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ اُنہوں نے لکھا ہے یا نہیں لکھا پولیکاؔرپ نے تو لوقا کی انجیل کا ذکر نہیں کیا صرف متی اور مرقس کی انجیل کا ذکر کیا ہے اس لئے کہ خط میں ہر بات کے ذکر کا موقع نہیں ہوا کرتا ہے۔

پھر دیکھو بالفرض پاپیاؔس نے یوحنا کی انجیل کا ذکر نہیں کیا تو بھی اُس نے یوحنا کے پہلے خط کا ذکر کیا ہے اور ضرور یوحنا کا پہلا خط خلاصہ ہے یوحنا کی ساری انجیل کا اُسے ذرا غور سے پڑھ کر دیکھنا۔

حاصل کلام حالانکہ کلیسیاءنے تحقیقات کرکے ماناہے کہ یہ انجیل اور سب اناجیل بلکہ ساری بائبل اُنہیں مصنفوں کی ہے جنکے نام پراس کے حصے منسوب ہیں تب ہمیں کیاپرواہ ہے کہ پو لیکارپ نے ذکر کیاہے یانہیں جب ارنیوس کی گواہی موجود ہے جواُن کے ساتھ ملنے والا معتبر بزرگ اسقف ہے کلیسیاء کی گواہی ہزار گواہیوں سے بہتر ہے۔افسوس کی بات ہے کہ اب تک اہل ہند میں سے پرانے خیالات دفع نہیں ہوئے۔

نویں بات

متی ومرقس کی انجیل کازمانہ گو قیاساً قرار پایاہے توبھی ان کاانتساب طرف ان مصنفوں کے دوسوبرس تک سلسلہ اسناد سے ثابت نہیں ہے۔

جواب۔ ہر بات جو قیاس سے ثابت ہو منشی صاحب کے نزدیک شاید لائق اعتبار نہیں ہے پر جس علم دینی کو منشی صاحب مانے بیٹھیں ہیں اُس کی بنیاد ادلہ آربعہ پر رکھی ہوئی ہے اور وہاں چوتھی قسم کی دلیل قیاس شمار ہواہے صدہامسلی قیاسی اسلام میں ہیں جو عبادات اور عقائد کے رتبہ میں بھی پہنچ جاتے ہیں وہاں وہ قیاس کو مکروہ چیز نہیں جانتے۔ مگرانجیل کے زمانہ تحریر میں بھی قیاس سے کچھ بولناانہیں اچھامعلوم نہیں ہوتاہے کیونکہ انجیل کے لئے ذرا ذرا سی باتیں بھی کتاب اللہ سے ثابت ہونی چاہئیں پر قرآن اور اسلام کے لئے دلائل اربعہ ہیں یہ منشی صاحب کاانصاف ہے۔

پھر یہ جو وہ فرماتے ہیں کہ اُن کا سلسلہ متصل نہیں ہے میں کہتاہوں کہ اگر آپ کے محدثوں کی اصطلاح کے موافق نہیں ہے تونہ ہو مگر عقل اور انصاف کے موافق توہے نام بنام ہے آدمیوں کو شمار کرنے کانام عقل کے نزدیک سلسلہ متصل نہیں ہے لیکن قرینہ اور وقت مابینی بھی ہماری عقل کے اصول میں سلسلہ متصل کے منافی نہیں ہے پس جبکہ سلسلہ متصل کی اصطلاح ہی میں ہمارے تمہارے درمیان فرق ہے تواپنی اصطلاح سے غیر پر حملہ کرنااور اُس سے درخواست کرناکہ میری اصطلاح کے موافق بول اور میری تجویز کے موافق چل نہیں توتو نادان ہے یہ کونسی دانائی ہے۔

حاصل کلام حالانکہ سلسلہ متصل توضرور ایک عمدہ چیز ہے مگراُس کے معنی جو آپ لوگوں نے تصنیف کیئے ہیں اُس میں سقم ہے اور اُس سُقم کے سبب آپ ہماری کتابوں پر سقم لگاتے ہیں یہ غلطی آپ لوگوں کی ہے۔

اور یہ بات منشی صاحب کی بالکل افتراہے کہ دوسوبرس بعد انتساب ہواہے یہ کتابیں شروع سے اپنے مصنفوں کی طرف کلیسیاء میں منسوب ہیں۔

دسویں بات

مشائخ متقدمین کے کلام سے جو چند فقرے ان اناجیل کے نکال کر عیسائی کہتے ہیں کہ مشائخ مذکورہ نے ان اناجیل سے سندلی ہے اس لئے یہ کتابیں برحق ہیں یہ بات تین دلیلوں سے باطل ہے۔(۱)مشائخ یوں نہیں لکھتے کہ یہ بات متی یامرقس یالوقایایوحنایوں فرماتاہے یااُن کی کتاب میں یوں لکھاہے معلوم نہیں کہ وہ کہاں سے کہتے ہیں۔(۲)وہ اقوال زبانی آئے تھے نہ ان کُتب سے (۳)بعض تحریرات ان مشائخ کی بھی موضوعات میں شامل ہیں تویہ بھی موضوع ہوں گے۔

جواب

منشی صاحب کی تینوں دلیلیں ناکارہ ہیں اور اُن کا حاصل منشی صاحب کا منشاہر گز پورا نہیں کرتا(۱) یہ کہنا کہ مشائخ متقدمین اناجیل کے نام یا اُن کے لکھنے والوں کے نام بتلا کے حوالہ نہیں دیتے ہیں اگرچہ باتیں وہی بولتے ہیں جو اناجیل میں پائی جاتی ہیں اس صورت میں منشی صاحب کہتے ہیں کہ معلوم نہیں کہ وہ کہاں سے کہتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ ہمیں معلوم ہے کہ وہ کہاں سے کہتے ہیں وہ اُن کتابوں میں سے کہتے ہیں جو اُن کی پیدائش سے پہلے لکھی گئی ہیں اور جو اُس جماعت میں مروج ہیں جن میں وہ مشائخ بھی شامل ہیں اور وہ کتابیں اُن بزرگوں کی طرف منسوب بھی ہیں جو اُن مشائخ کے بھی بزرگ ہیں اور یہ مشائخ ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلنا اپنی سعادت دارین جانتے ہیں پس اب کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ معلوم نہیں کہ وہ کہاں سے کہتے ہیں۔

(۲) یہ کہنا کہ وہ اقوال زبانی آئے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے تو منشی صاحب کو معلوم نہ تھا کہ کہاں سے کہتے پر اب دوسری دلیل میں معلوم ہو گیا قطعاً کہ وہ زبانی روایات سے کہتے تھے اس کا حاصل یہ ہے کہ منشی صاحب کہہ گئے کہ ہماری پہلی دلیل بھی غلط ہے جہان کہا تھا کہ معلوم نہیں ہے اب معلوم ہوا کہ زبانی اقوال سے کہتے ہیں۔

بالفرض اگر زبانی اقوال سے بھی کہتے ہیں تو کیسی خوبی کی بات ہے کی تحریری اقوال زمانہ قدیم کی زبانی اقوال کی بعینہ مطابق ہیں تب یہ زیادہ تر مضبوط دلیل حقیقت ان کتب کی ہو گی۔

(۳) یہ کہنا کہ بعض تحریرات ان مشائخ کی بھی موضوعات میں شامل ہیں تو یہ بھی موضوع ہوں گے۔

کیا اچھی دلیل ہے جو منشی صاحب نے نکالی ہے اُس کے بارے ہمیں اتنا کہنا بس ہے کہ اگر ابوہریرہ صحابی کی طرف کوئی شریر آدمی اپنے دل سے ایک حدیث بنا کر منسوب کرے کہ اُس نے یوں کہا ہے اور علماء محمد یہ یوں کہیں کہ یہ حدیث ہر گز اُس کی نہیں ہے فلاں فلاں وجہ سے تو منشی صاحب کی تیسری دلیل سے یوں کہا جائے گا کہ جو حدیث ابوہریرہ کی ہمیں کہیں نظر آئے شاید وہ بھی موضوع ہے کیونکہ پہلے ایک حدیث اُس کی موضوع ثابت ہو چکی یہ بے جا قیاس ہے۔

۱۲۔ تعلیق

عمادالدین نے نہیں بتلایا کہ ایسا جھوٹ بنانے سے محمد صاحب کی کیا غرض تھی۔

۱۲۔ تقلیع

تواریخ محمدی صفحہ ۳۰۹ میں رائے مولف لکھی ہے اور اُس رائے میں سب کچھ اختصار کے ساتھ مندرجہ ہے ہاں مجھ سے اس قدر ضرور کوتاہی ہوئی کہ میں نے خوب کھو لکھے نہیں کہا کہ اس دعوی سے حضرت کی کیا غرض تھی لیکن یہ کوتاہی میں نے اس لئے کی تھی کہ تواریخ کے واقعات سے خود ظاہر ہے کہ بادشاہ بنے کا حضرت کہ شوق تھا اور کوئی صورت بادشاہ ہونے کی نہ تھی تب نبوت کا دعویٰ کر کے اُمت پیدا کی اور اُمت کو فوج بنایا اور خُدا کے نام سے جہاد کرنا امر ضروری بتلا کے بادشاہت حاصل کی اور بہت مزے بھی اُڑے اس غرض سے یہ دعویٰ کیا تھا اور یہ غرض بھی حاصل ہو گئی تھی۔

۱۳۔ تعلیق

محمد صاحب کے تقلب احوال سے ثابت ہے کہ وہ دعویٰ نبوت میں سچے تھے۔ اُنہوں نے چالیس برس کی عمر میں دعویٰ نبوت کیااور اپنے آباؤ اجداکے مذہب کو بلکہ سب دنیا کی مذہبوں کو باطل بتلایااور برسوں تک مصیبتیں اُٹھاکے اپنے دعوےٰ پر موت تک ثابت قدم رہے اور اُن کا مال دولت اور عزت بھی خاک میں مل گئی۔ اگر باطل دعویٰ تھاتواُنہیں ایسی تکلیف اور نقصان اُٹھانے سے کیاحاجت تھی وہ برابر نماز روزے پر قائم رہے اور دنیاوی سلطنت میں بھی دنیاوی آمیزش سے الگ رہے۔ اگر کہو کہ وہم ہو گیا تھاتو وہم اور دھوکے کااثر کچھ اور ہوتاہے اور ادراک واحساس کااثر کچھ اور ہوتا ہے۔

۱۳۔ تقلیع

اس مقام پر بھی منشی صاحب نے اپنی تحریر میں بڑازور لگایاہے اور خوب انشا کی ہے لیکن اُن کی ساری تقریر کا خلاصہ یہی ہے جو اوپر لکھا گیا۔ پر یہ سب بیانات اُن کے مغالطوں سے بھرے ہوئے ہیں پر میں اُن کی اصلی باتوں کا جواب دونگاہر فقرہ کا

پہلی بات

منشی صاحب کہتے ہیں کہ اُنہوں نے چالیس برس کی عمر میں دعویٰ نبوت کیا۔

یہ بات سچ ہے لیکن اس سنِ وسال میں دعوے کرنے سے کیاخوبی نکلتی ہے ہاں اس عمر میں آدمی ذرا تجربہ کار تو ہو جاتاہے مگر جاہل آدمی کے تجربات بھی ذرااچھے نہیں ہوا کرتے۔

محمد صاحب نے ضرور اس عمر میں کچھ عاقبت کا فکر اور کچھ دنیا کا فکر اور کچھ حصول شوکت کا فکر ذہن میں جمع کیا تھااور اُس کا یہ نتیجہ دکھلایا جو تواریخِ محمدی میں مرقوم ہے توریت میں خُدا کا حکم تھا کہ (۳۰) برس کی عمر میں کاہن خُدا کے خیمہ کی خدمت کا کام شروع کرے۔ سو مسیح نے عین وقت پر ۳۰ برس کی عمر میں کام شروع کیا اگر سن وسال کی کچھ فضیلت ہے تو مسیح کو ہے نہ محمد صاحب کو کیونکہ مسیح نے شریعت کے موافق کام کیا محمد صاحب نے شریعت سے تجاوز فرمایا۔

دوسری بات

محمد صاحب موت تک اپنے دعوےٰ پر ثابت قدم رہے اس کا کیا باعث تھا یعنی بیس برس اپنے دعوے پر ثابت قدمی دکھلا کے انتقال فرمایا تب وہ اپنے دعوےٰ میں ضرور سچے نبی تھے۔

جواب

جناب منشی صاحب مطلق ثابت قدمی کوئی عمدہ وصف نہیں ہے کہ جس شخص میں جس قسم کی ثابت قدمی پائی جائے تو وہ ضرور سچا ہی ہوتا ہے ہزاروں شریر اور جاہل اور فریب خوردہ اشخاص اپنی بُری حالت میں بھی ثابت قدم رہ کر اور بڑے بڑے دُکھ بھی اُٹھا کر دنیا میں مر گئے ہیں تو کیا اُن کی ثابت قدمی یہ بات ثابت کریگی کہ وہ اپنے خیالات وعقائد میں سچے تھے ہر گز نہیں مگر حالانکہ اپنے نادانی کو خوب پکڑا تھا۔

یہ ثابت قدمی اگر محمد صاحب کی نبوت پر دلیل کافی ہے تو اُن بے چارے لوگوں نے کیا قصور کیا ہے۔

ثابت قدمی اُسی شخص کی محمود ہے جس کی تعلیم اور چلن اور پاکدامنی نے جہان کو مجبور کر دیا ہے اور وہ مسیح خُداوند یسوع ہے سو پہلی محمد صاحب کی نسبت ان امور ضروری کو دکھلانا چاہئے اس کے بعد ثابت قدمی بھی محمود اور مقبول ہوسکتی ہے اب تو ہمیں اُن کی طرف سے افسوس ہے کہ کیسی بُری حالت میں ثابت قدم رہ کر انتقال فرمایا جس بات پر ہمیں افسوس ہے اُسی بات کو منشی صاحب دلیل ثبوت بنالائے ہیں۔

صاحب مدینہ میں جاکر دس برس تک ثابت قدمی دکھلا کے مرنا توانہیں نہایت ہی ضرور تھا کیونکہ جس دعوے کے وسیلے سے یہ شوکت ہاتھ آئی تھی اُس دعوی میں اور بھی گرمجوشی آئے گی یا اُس سے کنارہ کشی ہوگی جو ساری کمائی کی بربادی کا باعث ہے۔ ہاں دعویٰ نبوت سے ہجرت کے وقت تک زلزلہ آنا ممکن تھا پر کوئی سخت سبب زلزلہ کا بھی نہ تھا ایک دو یا زیادہ کم آدمی کبھی کبھی ضرور مرید ہوتے رہتے تھے اُنہیں امید نظر آتی تھی کہ اگرچہ ابھی کچھ تکلیف ہے مگر میں آہستہ آہستہ قوت پاسکتا ہوں کیونکہ بت پرستی عقلا کچھ چیز نہیں ہے جو کوئی عرب ذرا بھی فکر کرے گا وہ ضرور میرے مجرد وحدت کی نسبت بت پرستی کو بُرا جانے گا اور میں پیر مرشد ہو جاونگا اور اگر میں مر بھی گیا تو کیا مضائقہ ہے آخر سب کو مرنا ہے میرا نام تو عرب میں مشہور رہے گا اور ضرور ایسی کوشش کہ بت پرستی دفع ہو اور مجرد وحدت جاری ہو ہر کسی کی موٹی عقل میں بھی محمود ہے پس یہ باتیں ذہن میں تھیں اور ہر طرف مدد کے لئے بھی تاک رہے تھے اور ساعی بھی از حد تھے یہاں تک کہ اہل مدینہ کا قافلہ آگیا جو اہل مکہ کے ساتھ عداوت رکھتے تھے پس محمد صاحب نے اُن کے ساتھ نصف شب میں سازش اور وہ وہ سازش بھی نہایت ہی مفید پڑی۔ خود مدینہ کے انصار نے جنگ حنین کی لوٹ کے تقسیم کے وقت ان سب باتوں کا ذکر کیا ہے کہ ہم نے تجھے کیا سے کیا بنادیا اور محمد صاحب نے قبول بھی کیا دیکھو تاریخ محمدی میں اور روضتہ الاحباب وغیرہ میں بھی کہ کیا لکھا ہے۔

تیسری بات

منشی صاحب کا یہ کہنا کہ محمد صاحب اس دعویٰ کے سبب ایک امیر آدمی سے غریب بن گئے اور اُن کا بہت سادنیاوی نقصان ہوگیا۔ یہ بات درست نہیں ہے وہ ہر گز ایسے امیر اور دولتمند نہ تھے جیسے منشی صاحب بتلاتے ہیں اُن کی ریاست ایسی تھی جیسے دیہات میں چوہدری ہوتے ہیں یا اس سے بھی کم ہاں عبدالمطلب کے زمانہ میں کچھ دنیاوی طاقت تھی مگر اُس کے دس بیٹے ہوئے تھے اور وراثت تقسیم ہوئی اور کھانے کو روٹی بھی نہ رہی تھی حضرت محتاج تھے دیکھو سیرت النبی کتاب کا (صفحہ ۶۲) لکھا ہے باب سفرہ صلعم الے الشام ثانیا مع میسرۃ غلام خدیجتہ وذلك لما بلغ صلعم خمساً و عشرین سنتۃً وسبب ذلك ان عمہ ابا طالب قال یا ابن اخی انا رجل لامال لی وقد اشتد علینا الزمان والحت علینا سنون منکرۃ ولیس لنا مادہ ولا تجارۃ الخ۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت کے چچانے کہااے بھتیجے ہم نہایت تنگ حال ہیں دیر سے ہمارے اوپر تنگی آگئی ہے فقر فاقہ ہم پر غلبہ کرگیا ہے بہتر ہے کہ توخدیجہ سے کچھ قرض لیکر شام کی طرف تجارت کو جائے۔

اس کے سوا باپ کا ترکہ جو حضرت نے پایا تھاوہ یہ تھاایک لونڈی پانچ اونٹ اور ایک گلہ بکریوں کااور شاید ایک گھر بھی جو محمد ابن یوسف بزاز کا گھر مشہور تھاجہاں حضرت پیداہوئے تھے دیکھو یہ بڑے رئیس کی ریاست تھی۔

اوربظاہر معیشت یہ تھی کہ کعبہ کا چڑھاوا لیتے ہوں گے اور اُن ایام میں چڑھاوا بھی بہت نہ تھا کیونکہ اُس وقت کعبہ کی زیارت کو صرف عرب ہی آتے تھے نہ اس وقت کے موافق کہ ہر طرف سے مسلمان جاتے ہیں اور چڑھاوا بھی اپنے حصہ کے موافق پاتے ہونگے۔ اگر منشی صاحب کہیں کہ خدیجہ کا مال لیکر حضرت بڑے سوداگر ہوگئے تھے تو یاد رکھنا چاہئے کہ اس زمانہ کی سوداگری کے مانند اُس وقت عرب کی سوداگری نہ تھی فارغ البالی سے کھانا کپڑا حاصل کرناوہاں اُس وقت بڑے سوداگر کے لئے بس تھااور محمد صاحب کچھ سوداگر نہ تھے مگر ایک قسم کے بیوپاری تھے۔

یہ حضرت کی دولت سابقہ اور ریاست کا حال ہے مگر بعد دعوےٰ نبوت کے چند برس کی تکلیف مناسب کے پیچھے ہم اُنہیں اتنا بڑا بادشاہ عرب کا دیکھتے ہیں کہ اُن کے آباءاجداد مین کبھی کوئی ایسا نہیں ہوا پس اب ہم پوچھتے ہیں کہ اس دعویٰ نبوت کے سبب سے نقصان اُٹھا یا فائدہ ناظرین کی تمیز انصاف کرے منشی صاحب ایسے مغالطے دیتے ہیں۔

چوتھی بات

پھر منشی صاحب کہتے ہیں کہ حضرت نے یہ تکلیف کیوں اُٹھائی نقد فائدہ تو اُس وقت کچھ نظر نہ آتا تھا۔

جواب

اول تو اس میں کلام ہے کہ کونسی بے حد تکلیف اُٹھائی ہاں شروع میں کچھ تکلیف اُٹھائی کہ شہر کے لوگ دشمن ہوگئے تھے جیسے اس وقت نے عیسائیوں کے دشمن ہوجاتے ہیں پر حضرت کا کوئی نہ کوئی چچا یار شتہ دار ضرور حمایتی بنارہا تھااور اگر اتنی بھی تکلیف نہ اُٹھاتے جو ہر مجدد مذہب کو اُٹھالازم ہے تو یہ لطف جس کی امید تھی کیونکر حاصل ہوسکتا دنیا میں بغیر تکلیف کے کچھ بھی ہاتھ نہیں آتا ہے۔

پھر دیکھو کہ باعث تکلیف اُٹھانے کا کیا تھا یہ کہ بُت پرستی سے منع کرتے تھے اور بُت پرستی سے منع کرنا نبوت ہی پر منحصر نہیں ہے بلکہ ہر دانا کی تمیز بھی کہتی ہے کہ اس کی بیخ کنی ہیں جو تکلیف اُٹھائی جائے عین نیکی ہے دیکھو گورونانک نے کیسی کوشش کرکے پنجاب کے ہندوں میں سے بُت پرستی کو نکالا۔

اور جب اس کے ساتھ ایک اُمید بھی دل میں قائم ہوجائے تو کتنی جرات اور ہمت دُکھ اُٹھانے میں آجاے گی۔

محمد صاحب کے ذہن میں یہ بات خوب جم گئی تھی کہ بُت پرستی نہایت مکروہ چیز ہے اور یہ کہ ابراہیم جس کے ہم بھی نسل کہلاتے ہیں ہر گز بُت پرست نہ تھا بلکہ وہ خُداتعالیٰ کا پیغبر تھا۔

اب کیا کروں اہل کتاب کی طرف دیکھتا ہوں تو وہ خود آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہیں یہودی منتظر ہیں کسی مسیح موہوم کے عیسائی مسیح کو خُدا کا بیٹا بتلاتے ہیں جو سمجھ میں نہیں آتا اب میں کیا کروں تحقیقات کتب کا میں علم نہیں رکھتا اور دنیا کی طرف سے بھی روزگار کی تنگی ہے۔

بہتر ہے کہ خُدا کی وحدت مجرد کو خوب پکڑوں اور عبادت بھی اپنی مرضی کے موافق کروں اور جو کچھ خُدا ذہن میں ڈالے میں اُسی کو الہام سمجھوں گا۔ جب اس مرتبہ پر خیال آگیا تو اُس روح نے جو سب کے درپے ہے اپنی تاثیر کے لئے اچھا موقع پایا اور ایسی حالت دیکھ کے اُس نے حضرت کو دعویٰ نبوت پر برانگیختہ کیا اور ذہن نے اس دعوے کو خوب پکڑ بھی لیا اور جب یہ دعویٰ مُنہ سے نکلا تو پھر اُس کے پیچھے بھی زور شور سے آگھسی اور کچھ کچھ شاگرد بھی ہونے لگے تب اُمید قوی ہوئی اور اپنے دعویٰ نبوت کی تصدیق بھی اپنے ذہن میں آئی اور دنیاوی شرکت کا خیال اور تنگدستی کی تکلیف بھی اس کے معاون اور مددگار ہوگئی اس طور سے اس دعویٰ کی تصمیم ذہن میں آگھُسی۔

اور اس دعویٰ کی بابت جو قدرے تکلیفات آنے لگیں اُن کی برداشت کی طاقت بھی اب مضبوطی سے پیدا ہوگئی اور اس لئے ایک غیرت مندی بھی خُدا کے لئے دل میں جوش زن ہوئی مگر کوئی نہ سمجھے کہ ہر کوئی جو خُدا کے لئے غیرت مند نظر آتا ہے وہ حقیقت میں راہ راست پر ہے کیونکہ خُدا کے لئے تین قسم کی غیرت مندی جہاں میں نظر آتی ہے۔

(۱)نادانی کی غیرت مندی۔ یہ وہ غیرت مندی ہے جس میں دل خالص ہے پر ذہن میں تاریکی ہے ایک وقت پولوس رسول بھی اس حالت میں تھا۔

(۲)نادانی بالطمع کی غیرت مندی۔ یہ وہ ہے جس میں دل کے اندر طمع اور ذہن میں نادانی ہے یہ اُن میں پائی جاتی ہے جو خُدا اور دُنیا دونوں کے طالب ہیں۔

(۳)خالص دانائی کی غیرت مندی۔ یہ وہ ہے جس میں دل پاک اور ذہن صاف ہے یہ غیرت مندی سب سچے دینداروں میں ہے اور دوسرے وقت پولوس میں بھی آگئی تھی۔

پس محمد صاحب میں اگرچہ خُدا کے لئے ایک غیرت مندی ہم دیکھتے ہیں مگر دل میں پاکیزگی اور ذہن میں روشنی ہم نہیں دیکھتے اس لئے ہم اُن کی غیرت مندی پر فریفتہ نہیں ہوسکتے جیسے کہ منشی صاحب اُس پر فریفتہ ہیں اور ہمارے سامنے اس حضرت کی غیرت مندی کو ایک دلیل نبوت بھی بنا کر پیش کرتے ہیں۔

پانچویں بات

محمد صاحب دنیاوی سلطنت میں بھی دنیاوی آمیزش سے الگ رہے۔

جواب

دنیا کی آمیزش سے منشی صاحب کا کیا مطلب ہے ؟ آیا شراب کباب ناچ راگ رنگ کرو پھر عیش و عشرت فلسفانہ یا کچھ اور مطلب ہے ہم جانتے ہیں کہ ضرور یہی مطلب ہوگا اور بیشک محمد صاحب ان باتوں سے الگ رہے اور کیوں نہ الگ رہیں اگر ان باتوں میں دھس جائیں تو پھر پیری کہاں

اور لوگوں کے اعتقاد جو بمشکل کچھ بند ہی ہیں کیونکہ کر قائم رہیں گے پھر تو ایک دم میں سلطنت ہی اُڑ جائے گی سلطنت کی طرف سے کیا کچھ اطمینان ہے جو ایسی حالت میں قدم رکھیں منشی صاحب ایسا مغالطہ نہ دیجئے۔

اس مقام پر محمد صاحب کی چالاکی کو خیال فرمانا چاہئے کہ جب عروج ہوا تو ایسی چال اختیار کی سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ ناچ راگ رنگ شراب کباب کچھ استعمال میں نہ لائے مگر دینداری کے پیرائے میں آیتیں اُتار اُتار کر نفسانی خواہشوں کو خوب ہی پورا کیا اور اُمت کے لئے بھی اسی پیرائے میں ایک کشادہ دروازہ کھول دیا اور جہاں تک قابو چلا ایک بھی دشمن نہ چھوڑا جہاد کے حیلہ سے خوب تلوار چلائی اور لوٹا اور لوگوں کی عورتیں پکڑ کر استعمال میں لائے تعجب کی بات ہے کہ کُتب سیر تو یہ کچھ دکھلاتی ہیں پر منشی صاحب یہ فرماتے ہیں کہ وہ نبی برحق تھے ایسے منطق کو بھی سلام ہے اور ایسی نبوت کو بھی سلام ہے پھر وہ جو بعض انگریزوں کے اقوال منشی صاحب نکال کے دکھلاتے ہیں اور اُن کے ساتھ اپنی اگر مگر ملاتے ہیں۔ ہم اُن باتوں میں بحث نہیں کرتے ہیں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اُن کے اقوال کچھ صحیح اور کچھ غلط ہیں محمد صاحب ایشیا کے باشندے تھے اُن کی نسبت ایشیا کے لوگ باتیں کرینگے نہ اہل یورپ چنانچہ مسیح کی نسبت بھی ایشیا کے لوگوں کے اقوال زیادہ تر معتبر ہیں۔

۱۴۔ تعلیق

جس زمانہ میں محمد صاحب تھے وہ زمانہ بڑی جہالت کا تھا اور حضرت نے نہ علم پڑھا اور نہ کسی سے کچھ سُنا اور نہ حضرت کسی باہر کے ملک میں کچھ سیکھنے کو گئے تو بھی حضرت نے الٰہی معرفت کے بھید ایسے بیان کیئے کہ تمام عقلاء جہاں حیران ہیں۔

۱۴۔ تقلیع

اس بات کا جواب ہم منشی صاحب کو کیا دیں حیران ہیں کیونکہ یہ نہایت تحقیق و تدقیق کی باتیں ہیں جو منشی صاحب نے ظاہر کی ہیں۔ ہاں میں اتنا کہتا ہوں کہ میری تمیز قبول نہیں کرتی کہ اس درجہ کی تاریکی اُس وقت عرب میں تھی کیونکہ اُس عہد کے مصنفوں اور شاعروں کے خیالات ہمیں خوب معلوم ہیں ہاں کسی قدر تاریکی تھی مگر نہ اتنی جتنی منشی صاحب بتلاتے ہیں کیونکہ منشی صاحب نے کتب اسلامیہ میں اسلام سے پہلے زمانہ کا نام ایام جاہلیت سُنا ہے جو عرب کی نسبت محمدیوں نے ایک اصطلاح ٹھہرائی تھی مگر وہ لوگ اپنی شریعت کی عدم موجودگی کے زمانہ کو زمانہ جہالت کہتے تھے نہ حالانکہ عرب محض بے وقوف تھے معاملات دنیاوی میں بھی۔ اور میں یہ بھی قبول نہیں کر سکتا کہ محمد صاحب استفادہ سے اسقدر محروم ہوں جس قدر منشی صاحب اُنہیں محروم، ٹھہراتے ہیں۔

کیونکہ جب دنیا کا یہ دستور ہے کہ ادنے اعلیٰ جس قدر قدرت کا آدمی ہے اُس قدر کچھ نہ کچھ استفادہ اپنے احباب کی صحبت سے اور اعداو اجانب کے معاملہ سے اور واقعات روزمرہ کی دید سے اور دینداروں اور بددینوں کے بحث کے سُننے سے اور دوسرے ممالک کے باشندوں اور اُن کے عقاید و دستورات کے سُننے سے اور دیکھنے سے اور بزرگوں کی کہانیوں سے اور دنیا کی مصیبتوں سے اور خوشیوں سے کچھ نہ کچھ فائدہ ہر آدمی ضرور ہی حاصل کرتا ہے یعنی کچھ نہ کچھ اُسکے سر میں بھر جاتا ہے بُرا یا بھلا وہ آدمی خواہ خواندہ یا ناخواندہ ہو۔ ہر ایک اپنے ظرف اور اپنی استعداد کے موافق آپ کو خود بخود پیدائش ہی سے بھرنا شروع کرتا ہے۔

اور عزت دار آدمیوں کے بچے ضرور عوام کے بچوں سے زیادہ تر ہوشیار اور ذکی وشایستہ ہوتے ہیں۔ پس ناممکن ہے کہ محمد صاحب ایسے سخت محروم ہوں جیسے کہ منشی صاحب نے اُنہیں محروم بنا کے اُنکی عزت خراب کی ہے کیونکہ وہ عقلاً ایسے سخت محروم نہیں ہو سکتے ہیں۔ مگر یہ بات منشی صاحب کی شاید ہنسی کی ہے کہ محمد صاحب نے اسقدر معرفت الٰہی کے دقائق دکھلائے ہیں کہ تمام جہان کے عقلا حیران ہیں۔

اِسکا جواب یہ ہے کہ وہ عقلا جو تعلیمِ محمدی سے حیران ہیں اُنکی عقل اور ہماری عقل میں بہت فرق ہے۔ پس چونکہ ہمارے اندر وہ عقل نہیں ہے اسلئے ہم اِس بات کو قبول کرنے سے معذور ہیں۔ اور ہم اِن عقلا کی تقلید کرنا بھی نہیں چاہتے کیونکہ اُنکی راہ میں ہمیں موت نظر آتی ہے۔ منشی صاحب کا دل چاہتا ہے کہ جو بات بائیبل کی نسبت ہر طرف سے بولی جاتی ہے وہی بات قرآن کی نسبت بھی میں بولوں شاباش شاباش حمایت اِسی کا نام ہے۔ صاحب کوئی جاہل آدمی اگر قدرت الٰہی سے ایسا ہو جائے جیسے حواری ہوگئے تھے تو ضرور قیاس چاہتا ہے کہ اُس نے خُدا سے سیکھا مگر محمد صاحب ایسے نہیں ہیں کیونکہ اُن کی تعلیم اس درجہ کی نہیں۔

۱۵۔ تعلیق

ضرور محمد صاحب اُمی تھے اور اُنہوں نے ہرگز کسی سے تعلیم نہیں پائی۔ اور مخالفین بھی حضرت کو دنیوی کا مومنین دانا اور ماہر تسلیم کرتے ہیں مگر ہماری زمانہ کے عیسائی صاف باتوں کا بھی انکار کرتے ہیں تو بھی یہ قبول کرتے ہیں کہ حضرت اُمی تھی اور عبرانی یونانی نہیں جانتے تھے اور توریت انجیل نہیں پڑھی تھی مگر یوں کہتے ہیں کہ اہل کتاب سے خواہ بعض سفروں میں خواہ غلاموں وغیرہ سے اپنی وطن ہی میں کلامِ مقدس سُنا تھا۔ پس یہ عیسائیوں کی غلطی ہے کیونکہ حضرت نے کبھی اہل کتاب سے کچھ نہیں سُنا ذیل کے دس امور سے ثابت ہے۔

۱۵۔ تقلیع

منشی صاحب ناحق ایک ناکارہ بات میں اس قدر دردسری کر رہے ہیں اُن کا مختصر جواب یہ ہے ک بیشک محمد صاحب اُمی تھے لیکن اُمی کے کیا معنی ہیں اُم والدہ کو کہتے ہیں یا نسبتی کے ساتھ اُمی یعنی ماں کا یعنی جیسے ماں کے پیٹ سے نکلا ویسا آدمی مراد ہے جس نے دنیا میں کچھ نہیں سیکھا۔ اگر ان معنی سے محمد صاحب اُمی کہلاتے ہیں تو محض باطل بات ہے عقلاً کیونکہ چالیس برس تک ایسے ہی مضغہ گوشت رہنا قیاس میں نہیں آسکتا۔

دوسرے معنی اُمی کے اُن پڑھ آدمی کے ہیں سو محمد صاحب بیشک اُن پڑھ آدمی تھے مگر چالیس برس تک جس قدر سب ان پڑھ آدمی بھی ہوشیار ہو سکتے ہیں اُس قدر تو ہوشیاری اور واقفی حضرت نے ضرور ہی حاصل کی تھی کیونکہ لاکھوں اُمی اس وقت بھی دنیا میں موجود ہیں وہ محض مضغہٴ گوشت نہیں ہیں کچھ نہ کچھ اُنہوں نے بھی سیکھا ہے بلکہ ہزاروں اُمی ایسے ہیں کہ پڑھوں کی نسبت زیادہ چالاک اور ہوشیار ہیں کیونکہ اُن میں استعداد ہے اگرچہ تربیت نصیب نہیں ہوئی تو بھی اُنہوں نے زمانہ سے تربیت پائی ہے اس لئے کہ (الدہر فصح المادبین) مشہور کہاوت ہے پس محمد صاحب بھی ایسی ہی تھے اور اُن کی تعلیم اور چلن اور خیالات بھی اسی درجہ کے ہیں یعنی جیسے وہی اُمی تھے تو آدمیوں کے لائق قرآن کے مضامین بھی ہیں قرآن کونسی عمدہ اور عجیب تعلیم ہے جو اُمی کے تصنیف ہونے سے تعجب کیا جائے وہ تو اُمی کے درجہ کے موافق اپنے اندر بیان رکھتا ہے اُس کی بیانات میں کہیں حقیقی تناقض ہے ناواقفی بھی ہے اور بعض سچے بیان بھی غلطی کے ساتھ منقول ہیں اور بعض وہی باتیں ہیں جو اُس زمانہ میں اہل عرب اور گردنواح کے خاص وعام کے ذہنوں میں اور دستورات میں تھیں اور کوئی گہری پُر مغز روحانی تعلیم بھی اُس میں نہیں ہے نہ کوئی نئی خوبی تعجب انگیز اُس میں ہے اور انسان کے واجبی

ضروری دلی سوالوں کا جواب بھی اُس میں نہیں ہے اور اس سبب سے وہ اور بھی تسلی بخش چیز نہیں ہے پھر اس معاملہ میں اس قدر زور دینے سے کیا فائدہ ہے منشی صاحب ناحق اس میں کوشش کرتے ہیں پر اُن کے وہ دس امور بھی دیکھ لینا چاہئے۔

امر اول

اگر حضرت اہل کتاب کی کتب سے کچھ اخذ کرتے تو ضرور یہ بات ظاہر ہو جاتی اور اس کا چرچا اُس وقت عرب میں ہو جاتا مگر اس کا ذکر کچھ بھی نہیں ہے۔

جواب

ہمیں اور سب اہل انصاف کو پورا یقین ہے کہ حضرت نے ضرور کتب اہل کتاب سے کچھ اخذ کیا ہے اور ایسا اخذ کیا ہے جیسے سب جاہل ان پڑھ بھی سمعیات سے کیا کرتے ہیں اور اس کا چرچا بھی اُس وقت عرب میں ہو گیا تھا اور ایسا سخت چرچا ہوا تھا کہ محمد صاحب کو لاچار ہو کے قرآن میں اس کا جواب دینا پڑا تھا اور وہ جواب بھی ناقص تھا۔

سورۃ نحل کی ۱۰۳ آیت میں لکھا ہے (وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّمَا يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ لِّسَانُ الَّذِي يُلْحِدُونَ إِلَيْهِ أَعْجَمِيٌّ وَهَٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِينٌ) ترجمہ خُدا کہتا ہے ہم کو معلوم ہے کہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ محمد کو سکھلاتا ہے ایک آدمی جس آدمی کو وہ سکھلانے والا خیال کرتے ہیں اُس آدمی کی زبان تو عجمی ہے اور یہ قرآن تو صاف فصیح عربی زبان ہے۔ پس اُس عجمی نے یہ فصیح عربی کیونکر سکھلائی۔

تفسیر جلالین میں لکھا ہے (وھو قین نصرانی کان النبی یدخل علیہ) یعنی وہ آدمی ایک عیسائی لوہار تھا پیغمبر صاحب اُس کے پاس جایا کرتے تھے۔

(تفسیر مدارک میں لکھا ہے) ارادبہ غلاماً کان لخولطیب قداسلم وحسن اسلامہ واسمہ عایش اویعش دکان صاحب کتب اوھو جبر غلام رومی اوعبدان جبر ویسار کانا یقرآن التوراۃ والانجیل وکان رسول اللہ یسمع مایقران اور سلمان الفارسی۔ ترجمہ بشر سے مراد ہے ایک غلام جو خولطیب کا غلام تھا وہ مسلمان ہو گیا تھا اور اچھا مسلمان بنا تھا اُس کا نام عایش یا یعیش اور اُس کے پاس بہت کتابیں تھیں۔ یا ایک اور رومی غلام تھا جس کا نام جبر تھا یا دو غلام تھے جبر ویسار یہ دونوں توریت اور انجیل پڑھا کرتے تھے اور نبی صاحب سُنا کرتے تھے اُن کا پڑھنا۔ یا سلمان فارسی مراد ہو گا۔ تفسیر حسینی میں لکھا ہے در خبر است کہ غلامی رومی بود مرعامر بن خفرمی را میگویند کہ جبر گفتندے و گویند کہ دو غلام بودند جبر یسار کہ شمشیر ہارا صیقل مے زوندے واھل کتاب بودندہ پیوستہ توریت وانجیل خواندندے چون رسالت پناہ بر الیشان بگذشتے استماع قرات الیشان فرمودی و گفتہ اند خولطیب راغلامی عایش نام بوداز اھل کتاب یا یعیش یا بعلام یا نحیس یا عداس واصح السنت کہ اور ابو فکیہ گفتندے شبہا پیش حضرت پیغمبر آمدی وقرآن تعلیم گرفتی قریش گفتندی کہ محمد ازین غلام کلامے مے آموزدوباما میگویند۔

منشی صاحب کہتے ہیں کہ ہمارے زمانہ کے عیسائی ایسے عیب لگاتے ہیں دیکھو یہ اُس زمانہ کے عیسائیوں کی بات ہے یا عین محمد صاحب کے مُنہ پر قریش کا بیان تھا۔اور پھر منشی صاحب کس طرح کہتے ہیں کہ ایسی بات کا کبھی چرچا نہیں ہوا کیا منشی صاحب نے قرآن نہیں پڑھا ناظرین آپ ہی انصاف کریں۔

(و)ناظرین کو یہ بھی معلوم ہو جائے کہ محمد صاحب نے ان قریش کے معترضوں کو جواب بھی درست نہیں دیا بلکہ فتح معترضوں کی رہی تھی۔ اعتراض یہ تھا کہ اُس شکستہ زبان نصرانی سے مضامین کتب مقدسہ کے حضرت سُنتے ہیں اور اپنی فصیح عربی میں ہمیں سناتے ہیں۔ جواب یہ ملا کہ اُس کی زبان غیر فصیح ہے پر ہم فصیح قرآن سکھلاتے ہیں یہ تو وہ پہلے ہی کہتے تھے کہ مضامین اُس کے ہیں عبارت حضرت کی ہے اور اسی کا اقرار جواب میں بھی ہوا۔

دوسرا امر

ملک شام کو جانا کئی بار یہ بات جھوٹ ہے مگر دو بار جانا ثابت ہے تو بھی جلدی آئی تھی اور سریانی زبان نہ جانتے تھے پس ایسی جلدی اور اس قدر علوم کیونکر سیکھ لئے۔

جواب

جانا تو کئی بار ہوا ہے پر خیر منشی صاحب دو سفر تو مانتے ہیں۔اور ہم یہ نہیں کہتے کہ وہاں جا کے علوم پڑھے تھے کیونکہ محمد صاحب کے قرآن میں کچھ علوم اور معارف نہیں ہیں مگر بات یہ ہے کہ اہل کتاب سے کچھ موقع باتوں کا ملا اور کچھ کچھ سُنا بھی اور غلط پلط یاد بھی رہا۔ مگر یہ کہنا کہ سریانی نہ جانتے تھے بھلا سریانی کی کیا حاجت تھی ہندوستان کے دیہاتی لوگ شہروں کے مسلمانوں میں آتے ہیں اگرچہ عربی نہیں جانتے تو بھی اسلام کی باتیں اپنی زبان میں اُن سے سُن جاتے ہیں جس زبان سے محمد صاحب بیوپار کا معاملہ اُن سے کر سکتے تھے اُسی زبان سے اُن کی تقریر بھی سن سکتے تھے اور اتنی زیادہ حجت کی کیا ضرورت ہے گھر میں سکھلانے والی اور توریت اور انجیل بھی موجود تھی جس کا ذکر اوپر ہو گیا ہے۔

تیسرا امر

یمن جانا قطعاً غیر صحیح ہے کیونکہ اگرچہ ڈاکٹر ویل لکھتے ہیں کہ ۱۶ برس کی عمر میں محمد صاحب اپنے زبیر کے ساتھ یمن کو گئے مگر اسپرنگر صاحب کہتے ہیں کہ مجھے اسکی کوئی سند نہیں ملتی پس نتیجہ یہ ہوا کہ یمن میں جانا قطعاً غلط ہے۔

جواب

اسپرنگر صاحب کا قول شاید منشی صاحب نے وحی سمجھا ہے جس پر قطعیت کا فتویٰ دیتے ہیں۔ صاحب اس پر نگر صاحب کی کتاب اور ڈاکٹر ویل وغیرہ کی کتاب کی نسبت زیادہ معتبر سیرۃ النبی ہے وہاں لکھا ہے(دسافر صلعم الے الیمن وعمرہ بضع عشرۃ سنتہ وکان مُعہ فی ذلك السفر

عمه الزبیر)۔ یعنی محمد صاحب نے سفر کیا یمن کی طرف اور اس سفر میں اُن کا زبیر ساتھ تھا اور دس برس سے اوپر کی برس اُن کی عمر تھی لفظ بضع آپ لوگ کہتے ہیں کہ نو تک حد رکھتا ہے پس کیا مضایقہ ہے کہ ۱۶ برس کی عمر میں گئے ہوں۔

پھر اُسی کتاب کے صفحہ ۶۳ کے آخر میں ہے (نقله الحلبی فی سیرۃ وذکر فیہا ان خدیجته استاجرت النبی ایضا سفر تین الی جرش وھو موضع بالیمن وھو المراد بقول بعضھم سوق حباشیته وذلك یفید انه صلعم سافر لھا سفرات)۔

یہاں سے ثابت ہے کہ جوانی میں بھی یمن کے سفر کو گئے تھے حلبی سے زیادہ اسپر نگر صاحب کا قول نہیں ہے جس پر قطعیت کا فتوی منشی صاحب دیتے ہیں۔

چوتھا امر

ماسٹر رام چندر صاحب بار بار لکھتے ہیں کہ خدیجہ نے توریت انجیل پڑھی تھی اور حوالہ طبری کا دیتے ہیں۔ مگر میور صاحب اس پر نگر صاحب کا قول یوں نقل کرتے ہیں کہ یہ مضمون طبری کے فارسی ترجمہ میں ہے نہ عربی میں۔

جواب

یہ کچھ بڑی بات نہیں ہے اور نہ اس وقت میرے پاس طبری موجود ہے کہ عربی میں دیکھ کر تصدیق یا تکذیب کُروں بالفرض اگر ترجمہ فارسی میں ہے تو وہ ترجمہ بھی آپ ہی لوگوں کا ہے ماسٹر صاحب نے ترجمہ نہیں کر لیا ہے۔اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ خدیجہ کو بہت سی باتیں اہل کتاب کی معلوم تھیں اور اس کے بعض احباب نصرانی تھے خواہ اُس نے پڑھا یا نہ پڑھا ہو اس سے کیا نکلتا ہے بے پڑھے آدمی بھی دین کی موٹی باتوں سے اکثر واقف ہوتے ہیں۔

پھر یہ بھی منشی صاحب کہتے ہیں کہ ساتویں یا گیارہویں صدی میں کلام کے ترجے عربی میں ہوئے ہیں پہلے عربی میں ترجمہ نہ تھا اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ بالا ستعاب ترجمہ پہلے نہ ہو مگر کسی کسی ٹکڑے کے ترجے ضرور تھے اور یہودی وعیسائی لوگ عرب میں بھی رہتے تھے بلکہ اُس ملک میں کہیں کہیں زمیندار اور رجاگیر دار بھی تھے خود مکہ اور مدینہ میں بھی رہتے تھے یہ ناممکن ہے کہ اپنے دین کی باتیں اپنی زبان میں کچھ بھی نہ رکھتے ہوں اور وہ جو مدینہ میں جا کر یہودیوں کے مقدمہ کے وقت حضرت نے توریت منگوائی تھی اور عمر کو توریت پڑھتا دیکھ کر غصہ کیا تھا وہ کیا تھا؟

پانچواں امر

ورقہ بن نوفل عیسائی نے محمد صاحب کو کچھ تعلیم نہیں دی۔

جواب

جس قدر تعلیم دینا حدیثوں میں لکھا ہے اُس قدر تو ضرور ہی دی تھی اور اِس پر ہمارا زور نہیں ہے کہ اُستاد بن کر اُسنے حضرت کو سبق پڑھایا ہاں بزرگوں کی صحبت سے جس قدر فائدہ کبھی کبھی کی ملاقات میں پڑھے اور ان پڑھے لوگ بھی حاصل کیا کرتے ہیں اُسی قدر اپنی استعداد کے موافق محمد صاحب نے بھی ورقہ بن نوفل بزرگ عیسائی کی باتیں سُن کر حاصل کیا تھا اور یہ ہمارا بیان سیر وحدیث کی کتابوں کے موافق ہے۔ منشی صاحب بے دلیل بولتے ہیں کہ وہاں سے کچھ نہیں سیکھا۔

چھٹا امر

بحیرہ راہب عرب میں کبھی نہیں آیا۔اسپر نگر صاحب کا استدلال فقرہ (ردہ ابو طالب معہ) سے باطل ہے ہاں عرصہ قلیل تک حضرت نے بحیرہ راہب سے ملاقات کی تھی اس عرصہ قلیل کی ملاقات وہ راہب سارے قرآن کی تعلیم کیونکر کر سکتا۔

جواب

کوئی نہیں کہتا کہ سارے قرآن کی تعلیم اُسنے دی ہے مگر یہ کہتے ہیں کہ کچھ کچھ باتیں اُس سے بھی سُنیں اور وہ قرآن کی تالیف میں کام آئیں۔

ساتواں امر

سلمان فارسی ہجرت کے بعد مدینہ میں آکر مسلمان ہوا تھا۔راوڈیل صاحب کہتے ہیں کہ بہشت کی باتیں اُس نے بتلائیں تھیں یہ غلط ہے کیونکہ ہجرت سے پہلے محمد صاحب نے بہشت کا ذکر سنایا تھا۔

جواب

میں نہیں کہتا کہ بہشت کا ذکر سلمان فارسی نے سکھلایا بلکہ میں جانتا ہوں کہ بہشت کی باتیں جو حضرت نے سُنائیں وہ نفسِ امارہ کی سکھلائی ہوئی تھیں کیونکہ اُن کا بہشت ہر نفسانی آدمی کی خواہشوں کے مطابق تجویز ہوا ہے۔ سلمان فارسی نے بھی کچھ مدد کی ہوگی اور اپنے ملک فارس کے خیالات تذکرتہً یا صلاحاً کچھ سنائے ہوں گے پر میرا یہ بیان نہیں ہے۔ میرا بیان تمام جہان کے سامنے یہی ہے کہ نفسِ امّارہ نے نفسانی بہشت تجویز کیا ہے اور ہر گز ایسا بہشت خُدا کا نہیں ہے۔ وہاں پر ہر گز ہم لوگ جانا بھی پسند نہیں کرتے۔

آٹھواں امر

یہ کہنا کہ بعض غلاموں نے سکھلایا ہے یہ بھی غلط ہے کیونکہ غُلام لڑکے تھے جب پکڑے آئے جوانی میں لڑکپن کی باتیں بھُول گئے تھے۔

جواب

منشی صاحب کی اسی بات میں بڑی کوشش ہے کہ نہیں سکھلایا مگر جناب منشی صاحب ضرور سکھلایا ہے۔ امر اول کے جواب پر پھر غور فرمایئے۔ منشی صاحب کہتے ہیں کہ غلام جب پکڑے آئے تب وہ لڑکے تھے پر یہ کہاں سے ثابت ہوا جوان لوگ بھی بلکہ بعض وقت بڈھے آدمی بھی اور لڑکے بھی پکڑے آتے تھے پر یہ غلام لڑکے ہی تھے جب پکڑے آئے اِس کا ثبوت کیا ہے؟ دوسرا یہ کہ جوانی میں لڑکپن کی باتیں بھُول جایا کرتے ہیں یہ کیسی بات ہے صاحب بڑھاپے تک بلکہ موت تک بھی نہیں بھولتے شاید منشی صاحب لڑکپن کی باتوں کو بھُول گئے ہوں گے ناظرین آپ انصاف کرلیں کہ وہ غُلام پڑھے ہوئے آدمی تھے اور کتابیں بھی پاس رکھتے تھے اور پڑھکر حضرت کو سُناتے بھی تھے پر اسکے کیا معنی ہیں کہ بھُول گئے تھے۔

نواں امر

محمد صاحب کا دین مسیحی سے استفادہ کرنا بھی باطل سند ہے کیونکہ اُس زمانہ کی مسیحیت بت پرستی سے کم نہ تھی۔

جواب

صاحب دین مسیحی کے اقوال وہی تھے جو اسوقت ہیں مگر اُن کے ساتھ روایتوں اور حدیثوں کی مکروہ تعلیم کے سبب کچھ تصویر بُت پرستی کی بھی رائج ہوگئی تھی اور لوگ ایسے تھے جیسے اسوقت محمدیوں میں بدعتیوں یا پیرپرستوں کا فرقہ ہے یعنی جو حال رومن کیتھولک لوگوں کا اسوقت ہے وہی حال اُس وقت بھی تھا آپ پروٹسٹنٹ لوگوں کی حالت کو اُس وقت کی رومن کیتھولک کی حالت سے مقابلہ کر کے یہ کہتے ہیں مگر اس تکلیف کی کیا ضرورت ہے رومن کیتھولک ابتک کثرت سے موجود ہیں اور اُسی حالت میں بھی ہیں اور محمد صاحب نے جو کچھ دین عیسائی کا بیان قرآن میں لکھوایا ہے یا اپنے حدیثوں میں سُنایا ہے وہ سب بیان موافق ہے انہیں رومن کیتھولک کی حالت کی پس ضرور اُن سے استفادہ کیا گیا دیکھو منشی صاحب وجہ ثبوت کو وجہ نفی بناتے ہیں اور انصاف نہیں کرتے۔

دسواں امر

نظم قرآن تخالف تناقض سے بچ کر باہم توفیق و تطبیق دکھلاتی ہے اس سے ثابت ہے کہ اُس کی تصنیف میں کسی کی شراکت نہ تھی۔اس دلیل کو منشی صاحب ایک نہایت عمدہ اور گہری دلیل بتاتے ہیں اور اس پر خاتمہ کرتے ہیں۔

جواب

قرآن کی نظم بے ربط ہے اور وہ حدیثوں سے ربط پانے کی بہت ہی محتاج ہے اور حدیثیں ہر فرقہ کے پاس جدا ہیں ہر فرقہ اپنے حدیثوں کے موافق اُس کی عبارت کو پھیر کر ایک دوسرے کے خلاف بولتا ہے اور اسی واسطہ شیعہ لوگ اُس کی نظم کو نظم عثمانی بتلا کے قبول نہیں کرتے اس کے سوا قرآن کی ساری عبارت کی خوبیاں اور تخالف و تناقض ہدایت المسلمین کے آخری فصلوں میں دکھلاتے بھی گئے ہیں اور اُن کا تطابق بدون تاویلات قریبہ اور بعید کے ہو نہیں سکتا اور منشی صاحب نے ابتک اُن میری فصلوں کا جواب بھی نہیں دیا ہے جس سے تسلی ہو جائے کہ بدون تاویلات بعیدہ کی وہ تناقض رفع ہو گیا ہے پس اس لئے یہ بیان منشی صاحب کا باطل ہے بلکہ تناقض ہے اور جب ہے تو شراکت بھی ثابت ہے بموجب بیان منشی صاحب کے۔

اس کے بعد منشی صاحب فرماتے ہیں کہ (تلک عشرہ کاملہ) یعنی یہ دس امر دس دلیلیں کامل ہیں محمد صاحب کی نسبت میں کہتا ہوں کہ یہ تو نہایت ناقص اور مہمل باتیں ہیں اور ان کا بطلان اُنھیں چند اوراق میں ثابت ہو گیا ہے ہر منصف مسلمان کے نزدیک بھی پس ان دس امور کو۔(تلک عشرہ باطلہ) کہنا چاہیئے۔<u>ہاں ایک بات سچ ہے کہ جس قسم کے محمد صاحب نبی کامل ہیں اُسی قسم کے یہ امور عشرہ بھی کامل ہیں۔</u>

۱۶۔ تعلیق

عمادالدین نے اپنی تواریخ کی آخر میں جو ایک فصل خصایص محمدیہ کی نسبت لکھی ہے یہ بھی اچھا نہیں کیا کیونکہ یہ حدیث کی باتیں ہیں۔

۱۶۔ تقلیع

صاحب میں بھی جانتا ہوں اور سب ناظرین بھی جانتے ہیں کہ یہ حدیث کی باتیں ہیں جیسے ساری تواریخ بھی حدیث کی باتیں ہیں۔ مگر میں یہ کہتا ہوں کہ آپ کے بزرگوں نے محمد صاحب کی خصایص یوں لکھی ہیں اور آپ کے بزرگان خصایص کو خصایص محمدیہ بتلاتے ہیں اب آپ کو اختیار ہے چاہیں انہیں خصایص مانیں چاہیں اپنے اسلام کی مرمت کریں پر میں نے تو آپ کی کتابوں میں سے نقل کیا ہے۔

حاصلِ کلام

تواریخ محمدی میں سب کچھ درست لکھا ہوا ہے جیسے مسلمانوں کی سب تواریخوں میں بھی مذکورہ ہے۔اور جس قدر اعتراضات تواریخ میں بندہ نے لکھے ہیں منشی صاحب نے کسی ایک بات کا بھی جواب نہیں دیا بے فائدہ تعلیقات لکھی اُن کی سب تعلیقین ناکارہ ہیں۔اور عیسائی لوگ جو کچھ محمد صاحب کی نسبت لکھتے اور بولتے ہیں سب درست اور بجا ہے۔ مگر محمدی لوگ فکر نہیں کرتے اور اگر فکر بھی کرتے ہیں تو محض یہ فکر کرتے ہیں کہ کس طرح محمدی نبوت ثابت کریں حقیقیت میں خواہ ثابت ہو یا نہ ہو جہاں تک ہوسکے طرفداری کی جائے خواہ مناسب دلائل سے خواہ نامناسب دلائل سے پس ان لوگوں کو حق جوی منظور نہیں ہے پر طرفداری منظور ہے ہاں اُن میں بھی بعض روحیں ایسی ہیں جو خُدا سے ڈرتی ہیں اور ہدایت کی طالب ہیں اُنہیں پر خُدا کی برکت بھی ہوتی ہے۔اب جو کوئی اپنی جان بچانی چاہتا ہے وہ ان مولویوں اور منشیوں اور جھگڑالوں کی تقریریں سے کنارہ کش ہو کے سب کچھ اپنے حوصلہ کے موافق بے طرفداری کی انصاف سے آپ دریافت کرے اور عیسائیوں کی تقریروں کو ان صاحبوں کی تقریروں کو بھی اپنے دلی انصاف کی ترازو میں تولے اور اپنی جان کو برباد نہ کرے۔ **کیونکہ عیسائی دین ضرور خُدا تعالیٰ کا دین ہے اور سب مذہب دنیا میں باطل اور بناوٹی ہیں** ۔میری دعا جناب منشی صاحب کے حق میں اور سب ناظرین کی لئے بھی یہی ہے کہ یسوع مسیح خُدا کے بیٹے کا فضل تم سب کے شامل حال ہو جائے تاکہ سب زندگی پائیں اور خُدا سب کی آنکھیں کھول دے کہ اُس کو جو برحق ہے پہچانیں اور اس کے سامنے سجدہ کریں **آمین۔**